AS-004423
GSL
FOR CON[SUL]TATION ONLY

TAZKIRA-I-RAUSA-I-PUNJAB

OR

THE URDU EDITION OF THE

REVISED CHIEFS AND FAMILIES OF NOTE IN THE PUNJAB.

BY

SIR LEPAL H. GRIFFIN and Col. MASSY,

REVISED BY

H. D. CRAIK, Esquire, I. C. S.,

Translated and published by the special permission of the Punjab Government

BY

SAYAD NEWAZISH ALI, Translator,

Punjab Civil Secretariat.

1911.

MINISTRY OF CULTURE GOVERNMENT OF INDIA
CSL

"مخزنِ حکمت (یا) گھر کا ڈاکٹر و حکیم"

مُصنفہ و مؤلفہ "خانصاحب" حکیم و ڈاکٹر غلام جیلانی "شمس الاطباء" سابق ڈاکٹر ... انگریزی مقامِ سیستان و ممبرِ مجلسِ حفظ الصحۃ بنامِ ہمایوں اعلیٰ حضرت شہنشاہِ ایران و ممتحن جماعتِ حکیم حاذق متعلقہ اسلامیہ کالج لاہور و مصنف مخزن الادویہ ڈاکٹری وغیرہ

دکھ درد اور بیماریاں ہمیشہ انسان کے ساتھ ہیں اور ان کے لئے کوئی وقت یا موقع مقرر نہیں۔ پھر بعض بیماریاں آناً فاناً ایسی صورت اختیار کر لیتی ہیں کہ ڈاکٹر یا طبیب پاس نہ ہو تو بیمار کے تلف ہو جانے کا ڈر ہوتا ہے مگر ڈاکٹر یا طبیب کا ہر دم پاس ہونا مشکل ہے ایسی صورتوں میں اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں کہ ایک ایسی عمدہ قابلِ اعتماد کتاب گھر میں موجود ہو جس کی مدد سے سمجھدار آدمی معمولی امراض کا خود علاج کر سکے اور خطرناک امراض میں ڈاکٹر یا طبیب کے آنے تک بیمار کو معقول طور پر سنبھال سکے پس اس مطلب کے لئے مخزنِ حکمت (یا) گھر کا ڈاکٹر و حکیم" اسم بامسمّٰی کتاب ہے جس کا طرزِ بیان ایسا سلیس و آسان ہے کہ معمولی اُردو خواں مرد اور عورتیں بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اسی لئے ہندوستان کے اکثر نامی گرامی ڈاکٹروں و حکیموں عالموں۔ فاضلوں اور مشہور اخبارات کے قابل اڈیٹروں کا یہ ایک متفقہ قول ہے کہ:

"مخزنِ حکمت ہر ایک اُردو خواں کے پاس ضرور موجود ہونی چاہئے"

اس کتاب کے تین حصّے ہیں:۔ حصّہ اوّل میں تشریح جسمِ انسان باتصویر۔ حفظِ صحت اور تیمارداری باتصویر تین علیحدہ علیحدہ بابوں میں مذکور ہیں۔ حصّہ دوم میں بخارات۔ امراضِ عامّہ اور متعدی یعنی چھوت دار امراض کے مفصل بیان کے علاوہ سر سے لیکر پاؤں تک کے تمام امراض کا علیحدہ علیحدہ پندرہ بابوں میں بیان ہے۔ حصّہ سوم میں مردوں۔ عورتوں (خصوصاً حاملہ و زچہ) اور نوزائیدہ بچّوں کی خاص خاص بیماریوں کے علاوہ امراض متعلقہ جرّاحی۔ ناگہانی و اتفاقی حادثات شلاً مجروح کو اُٹھا کر لے جانا (باتصویر) اُتری ہوئی یا شکستہ ہڈیوں کو باندھنا (باتصویر)۔ تمام قسم کی زہریں اور ان کے ڈاکٹری و دیسی تریاقات اور لغات الادویہ ڈاکٹری وغیرہ مندرج ہیں۔ ہر مرض کے شروع میں پہلے اس مرض کے ڈاکٹری و طبّی اور اُردو نام بطور سرخی لکھے ہیں۔ پھر اس مرض کے اسباب و علامات و تشخیص در پھر اس کا علاج ڈاکٹری (جس میں یورپ و امریکہ کی مجرّب پیٹنٹ ادویہ بھی تحریر ہیں) اور پھر یونانی علاج (جس میں دیسی سہل الوصول دواؤں کے مجرب نسخے ہیں) تحریر کیا گیا ہے۔

"درحقیقت کوئی گھر مخزنِ حکمت سے خالی نہیں رہنا چاہئے"

حجم کتاب ایکہزار تین سو چوبیس ۱۳۲۴ صفحات لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمتِ کتاب بلا جلد چار روپے (للعہ) مجلد چار روپے آٹھ آنے (للعہ)
ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ جناب شمس الاطباء (گمٹی بازار) لاہور (ریعہ)

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

ہیرا سنگھ نے جس کے والد کو سندھانوالیوں نے قتل کیا تھا ضبط کر لیا +

جوالا سنگھ سنہ ۱۸۴۲ء میں فوت ہوا۔ اس وقت اس کا بیٹا کرپال سنگھ صرف سات سال کا تھا۔ مہاراجہ دلیپ سنگھ نے موضع ہاڑا مالیتی ۴۲۵ روپے۔ بوڑا گل کا ایک حصہ مالیتی ۷۳۱ روپے جو دونوں تحصیل اجنالہ میں ہیں اور موضع چیچہ کے پانچ چاہات مالیتی ۹۳۰ روپے اس کے نام کر دئے۔ یہ جاگیر کرپال سنگھ کے پاس اس کی حین حیات تک رہی اور صرف موضع چیچہ کے پانچ چاہات نسلاً بعد نسلٍ عطا ہوے۔ کرپال سنگھ سنہ ۱۹۰۴ء میں فوت ہوا اور اس کا بڑا بیٹا گوردت سنگھ اب خاندان کا بزرگ مانا جا سکتا ہے۔ کرپال سنگھ کی وفات پر اس کی جاگیرات حین حیاتی ضبط ہو گئیں اور یہ فیصلہ ہوا کہ دوامی جاگیر اس کے پانچوں لڑکوں میں بحصہ مساوی تقسیم کر دی جائے۔ لیکن گوردت سنگھ نے اس کے خلاف اپیل کی ہے اور فرزند اکبر ہونے کی حیثیت سے پانچوں چاہات چیچہ کا دعویٰ کیا ہے +

سردار جوالا سنگھ کی بیوہ مسمات دیا کور اپنی وفات تک ۵۰۰ روپے سالانہ کی نقد پنشن پاتی رہی۔ اس خاندان کی مالکی قریباً ۷۰ ایکڑ اراضی پر ہے +

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

کی جاگیر تھی۔ اس کے لاولد فوت ہو جانے کے بعد اس کا بھتیجا جھنڈا سنگھ گوجر سنگھ کے بیٹے صاحب سنگھ کی ملازمت میں اس وقت تک رہا جب تک امرتسر پر رنجیت سنگھ کا قبضہ ہو گیا۔ اور بھنگی مسل میں زوال آنا شروع ہو گیا۔ اس وقت یہ نوجوان رنجیت سنگھ کی سلک ملازمت میں آگیا اور گو اس نے گجرات اور سیالکوٹ کی تمام پرانی جاگیریں کھو دیں مگر مہاراجہ سے ضلع امرتسر میں گیارہ گاؤں حاصل کر لئے۔ جھنڈا سنگھ رنجیت سنگھ کی بہت سی لڑائیوں میں جن میں کشمیر اور کانگڑہ کی بھی شامل ہیں لڑتا رہا۔ ۱۸۳۳ء میں یہ جیت سنگھ کمیدان سے کسی اپنے جھگڑے میں لڑ پڑا اور مارا گیا مگر جیت سنگھ بھی ان زخموں سے جانبر نہ ہوا جو اس کو جھنڈا سنگھ کے ساتھ لڑتے ہوئے لگے تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس جھگڑے کی بنا جھنڈا سنگھ کی طرف سے ہوئی تھی کیونکہ جب جیت سنگھ کے خاندان نے مہاراجہ سے شکایت کی تو جھنڈا سنگھ کی تمام جاگیریں ضبط کر لی گئیں۔ دو سال بعد اس کے بیٹے جوالا سنگھ پر مہاراجہ مہربان ہو گیا جس پر بشرائط دس سوار خدمتی اسکو کھوئی ہوئی جاگیر کا ایک حصہ مل گیا۔ اس نے کچھ عرصہ سرحد کے علاقے میں بنوں اور کوہاٹ کے مقامات پر خدمت کی *

جوالا سنگھ کی شادی سردار عطر سنگھ سندھانوالیہ کی لڑکی سے ہوئی جس کی وجہ سے اس پر بہت سی مصیبتیں پڑیں کیونکہ مہاراجہ شیر سنگھ نے تخت پر بیٹھ کر اس کی تمام جاگیریں ضبط کر لیں۔ جب سندھانوالیوں پر پھر نظر عنایت ہوئی تو یہ جاگیریں بھی واگذار ہو گئیں مگر انہیں پھر راجہ

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

سنہ ۱۷۲۰ء میں سکھ مذہب اختیار کیا۔ وہ زمانہ نئے سکھوں کے لئے بڑا نازک اور آزمایش کا تھا۔ سری گورو گوبند سنگھ جی کا خونی چیلہ بابا بندا نامی تھوڑا ہی عرصہ پہلے دہلی میں قتل کیا گیا تھا سکھوں کے ساتھ درشتی سے سلوک کیا جاتا تھا اور وہ جان سے بھی مار دئے جاتے تھے۔ سیوا سنگھ کچھ ہمراہیوں کے ساتھ دریائے راوی کے بالائی حصہ کے اوجاڑ علاقہ میں بھاگ گیا اور کئی سال تک اس کو اپنے گاؤں میں واپس آنے کا اچھا موقع نہیں ملا۔ وہاں یہ ان سکھوں کی طرح جو اس زمانے میں ڈاکو بن گئے تھے ڈاکو بن گیا۔ اور آخرکار ایک رہزنی میں جو اس نے لاہور کی جانب کی مارا گیا۔ اس کا بھائی توڈھ سنگھ سردار گوجر سنگھ بھنگی کی فوج میں شامل ہوا اور سنہ ۱۷۶۷ء میں کسی طرح اس نے پرگنہ ڈسکہ کے چھ مواضعات لے کر ان پر قبضہ رکھا۔ ان مواضعات میں سے دو کا نام تو بلکا والا تھا اور باقیوں کے جلال۔ ساہی براں۔ گل والا اور کلار والا تھے۔ گوجر سنگھ کے گجرات پر قبضہ کر لینے کے بعد توڈھ سنگھ نے شہر مذکور کے پاس ۶ اور مواضعات حاصل کئے مگر یہ اس کے تھوڑی مدت بعد احمد شاہ دُرانی کے ایک افسر سلطان مقرب نامی کے ساتھ ایک چھوٹی سی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا آکھا سنگھ اس کے ترکہ کا وارث ہوا مگر یہ بھی سنہ ۱۷۸۰ء میں ان مواضعات کو واپس لینے کی کوشش کرتا ہوا مارا گیا جو بھنگی مسل کا جانی دشمن غلام محمد لے گیا تھا +

آکھا سنگھ نے کوئی لڑکا نہ چھوڑا تھا اور اس کے بھائی بھاگ سنگھ نے جو ایک بہادر سپاہی تھا خاندان کے علاقہ کو بہت بڑھایا۔ بھاگ سنگھ سرداری کے رتبہ کو پہنچا اور گوجر سنگھ کے ماتحت اس کے پاس ۴۰۰۰۰ روپے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

گوردت سنگھ سندھو چیچہ والہ

لدھا

۱ مالی سنگھ — ۲ بھاگ سنگھ — ۳ سیوا سنگھ — ۴ نودھ سنگھ

ہرسنگھ (متوفی) — بدھو سنگھ (متوفی) — بھاگ سنگھ (متوفی) — اٹھا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۰ء) — گوربخش سنگھ

۱ ...رسنگھ (...وفی) — ۲ جسونت سنگھ (متوفی) — ۳ ہمت سنگھ (متوفی) — ۴ گلاب سنگھ (متوفی) — ۱ جھنڈا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۳۴ء) — ۲ گنڈا سنگھ

...ر سنگھ (...فات سنہ ۱۸۸۶ء) — ۱ جوالا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۴ء) — ۲ دیوا سنگھ (متوفی) — ۳ بھگوان سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۴ء)

نرندر سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۴ء) — کرپال سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۲ء) — سنت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۴۲ء)

۱ صورت سنگھ (متوفی) — ۲ گوردت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۷ء) — ۳ گورمکھ سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۷۰ء) — ۴ گنڈا سنگھ (متوفی)

رچھپال سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۱ء) — ۶ سوہن سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۶ء) — تارا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۵ء) — ۸ مستان سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۱ء)

رگھبیر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۶ء) — بھگوان سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۹ء) — بشن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۲ء) — پریتم سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۷ء) — ۱ سندر سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۵ء) — ۲ تیجا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۷۶ء) — ۳ نرائن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۱ء)

گوردیال سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۰ء) — ۲ بلونت سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۲ء) — ۱ کہار سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۵ء) — ۲ تارا سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۰ء)

لدھا موضع چیچا کا نمبردار تھا جو اس کے کئی پشت پیشتر اسی نام کے ایک سندھو جاٹ بزرگ نے آباد کیا تھا۔ لدھا کے بیٹے سیوا سنگھ نے قریباً

خاندان کے دوسرے افراد میں سے کوئی بھی کسی طرح بہور نہ تھا۔ نند سنگھ نے جو ۱۸۹۴ء میں عراشتہ ۱۹۴۷ء میں استعفیٰ دیکر اپنی جاگیر کھودی۔ یہ موضع کھتونگل میں جہاں ایک چاہ پر اس کی مالکی اور نصف موضع پر حقوق مالکانہ تھے رہا کرتا تھا۔ اس کا بھائی خوشحال سنگھ کھتونگل کا نمبردار اور سفید پوش بھی ہے۔ اور کچھ عرصہ تک بنگال کے اٹھارویں رسالہ میں بھی ملازم رہا ہے +

اس خاندان کی مالکی کھتونگل کی قریباً ۵۰۰ ایکڑ اراضی پر ہے۔ نند سنگھ کے بیٹے رندھیر سنگھ کی شادی سردار بھا ٹھر کی ایک لڑکی سے ہوئی ہوئی ہے +

صاحب سنگھ نے ۱۷۷۱ء میں پوہل لیکر سکھ ہو گیا وہ گاگو کا پوتا تھا۔ اُس نے سردار جے سنگھ کنہیا کا شریک ہو کر کھتو ننگل۔ دھرم کوٹ اور چاکووال کے گرد و نواح میں قریباً تیس مواضعات پر قبضہ کیا۔ صاحب سنگھ بڑا جری آدمی تھا اور اس کے جسم پر چودہ زخموں کے نشان موجود تھے۔ یہ کنہیوں کی تقریباً تمام لڑائیوں میں ان کے ساتھ ہو کر لڑا اور آخر کار رام گڑھیہ فوج کے ساتھ ایک چھوٹی سی لڑائی میں اکال گڑھ کے قلعہ کے سامنے مارا گیا اس کے دو بیٹوں جیت سنگھ اور بدھ سنگھ نے اس کی جاگیر حاصل کی مگر ان دونوں میں سے بڑا اس کے فوراً بعد رام گڑھیوں کے ساتھ جنہوں نے اس کے باپ کو مارا تھا لودھا منڈووالہ کے مقام پر مارا گیا۔

جن کنہیا سرداروں نے رنجیت سنگھ کی اطاعت سب سے اخیر اختیار کی بدھ سنگھ ان میں سے تھا۔ رنجیت سنگھ نے بھی اسے اور جیت سنگھ کے بیٹوں کو ان کی جاگیروں پر قابض رہنے دیا۔ بدھ سنگھ سکھوں کی فوج کے ساتھ ہزارہ یوسف زئی اور کشمیر میں ۱۸۲۳ء تک خدمات کرتا رہا۔ جب کہ صحت کی خرابی کی وجہ سے اُسے ملازمت سے علیحدہ ہونا پڑا اور مہاراجہ نے لدھا منڈا مالیتی ۳۰۰۰ روپے اور کھتو ننگل کے ایک حصہ کے علاوہ اس کے سارے مواضعات ضبط کر لئے۔ اس واقعہ کے تین سال بعد وہ مر گیا اور اس کا اکلوتا بیٹا پرتاب سنگھ پہلے گھوڑ چڑھا کلاں رجمنٹ میں رکھا گیا بعد میں اسے ایڈجوٹنٹ کر کے پاوندیا رجمنٹ میں تبدیل کر دیا گیا جس کا ۱۸۴۰ء میں یہ کمیدان ہو گیا۔ ۱۸۴۲ء میں اسے کرنیل بنا دیا گیا اور کھیلی کی ایک ہزار روپے مالیت کی جاگیر عطا کی گئی یہ ۱۸۴۳ء میں لاولد فوت ہوا۔

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
GSL

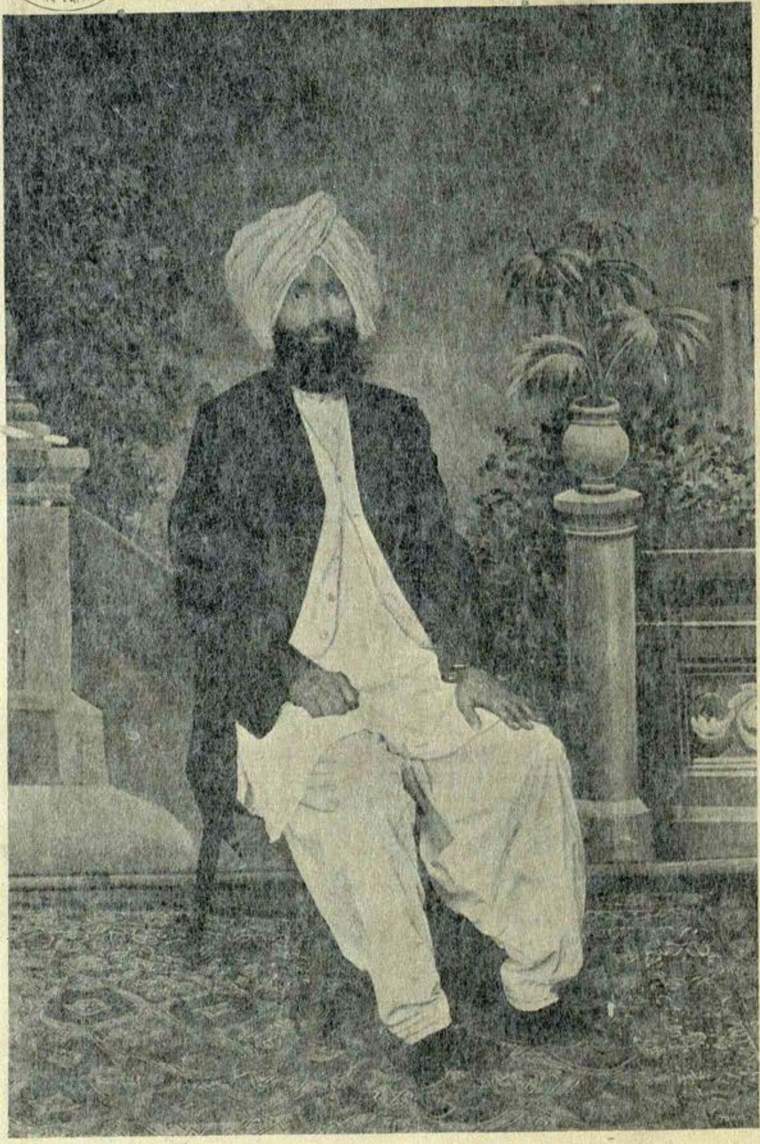

سردار خوشحال سنگھ رندھاوا رئیس کتھونگل

Sardar Khushhal Singh Randhawa of Kathunangal.

خوشحال سنگھ رندھاوا رئیس کتھونگل

چودھری دالا نے جو رندھاوا سے دسویں پشت میں تھا موضع چونڈا ضلع امرتسر آباد کیا۔ اس کے چار لڑکوں گاگو۔ جانبھو۔ رام اور لکھن نے مواضعات کھتونگل۔ ساہنی والا۔ وریام ننگل اور رویو والی آباد کئے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

سردار جودھ سنگھ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے رام گڑھیہ مسل کے تمام مقبوضات چھین لئے اور ان تینوں بھائیوں نے خوشی سے فاتح مہاراجہ کی ملازمت کرلی۔ گورمکھ سنگھ اور ندھان سنگھ دونوں کو ایک ایک سو سوار کی کمان ملی اور یہ پہلے مصر دیوان چند کے ماتحت اور اس کے فوت ہوجانے کے بعد سردار دیسا سنگھ مجیٹھہ کے ماتحت نوکری دیتے رہے۔ یہ دونو بھائی ملتان کی ۱۸۱۸ء کی لڑائی میں موجود تھے جس کے فتح ہوجانے کے بعد اُن کو اُن کا آبائی موضع تانگ جو ۷۵۰ روپے کی مالیت کا تھا تین سوار خدمتی دینے کی شرط پر تین حصوں میں دے دیا گیا اور اُن کی تنخواہوں میں بہت ترقی کردی گئی۔ گورمکھ سنگھ رام گڑھیہ بریگیڈ میں کمیدان تھا اور اس نے ملتان۔ مانکیرہ۔ ٹیرہ۔ کشمیر اور پشاور میں خدمات کیں۔ یہ ستلج کی ۴۶-۱۸۴۵ء کی لڑائی میں بھی لڑا جس میں اس کا بھائی ندھان سنگھ مارا گیا۔ دربار کے ماتحت یہ گمانی لال اور لال سنگھ تلونڈی کے ماتحت مانجھ کے علاقہ میں مقرر رہا۔ اور بعد ازاں دیوان حاکم رائے کے ماتحت سوریاں کی طرف بھیجا گیا۔ اور آخر ۱۸۶۰ء میں فوت ہوگیا ❖

سرمکھ سنگھ اور جودھ سنگھ کی جاگیریں ان کی وفات پر ضبط ہوگئیں اپنے والد کی وفات پر سنت سنگھ کو بالغ ہونے تک ۲۶۰ روپے سالانہ پنشن ملتی رہی۔ یہ موضع تانگ کا جس کی بہت سی اراضی پر اس کی مالکی تھی نمبردار تھا۔ اس خاندان میں اب صرف اس کا بیٹا امر سنگھ زندہ ہے۔ اور شادی کی وجہ سے اس کی سرداران رندھاوا سے رشتہ داری ہے ❖

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

سردار امر سنگھ رئیس ٹانگ

Sardar Amar Singh of Tang.

10

امر سنگھ رئیس تانگ

صاحب سنگھ (وفات ۱۸۰۴ء)
- فتح سنگھ (وفات ۱۸۰۳ء)
  - ۱ گورمکھ سنگھ (وفات ۱۸۴۰ء)
    - نرائن سنگھ (وفات ۱۸۹۶ء)
  - ۲ سرمکھ سنگھ (وفات ۱۸۴۵ء)
    - جودھ سنگھ (وفات ۱۸۶۵ء)
      - گھنیا سنگھ (وفات ۱۸۷۳ء)
  - ۳ ندھان سنگھ (وفات ۱۸۴۶ء)
    - سنت سنگھ (وفات ۱۹۰۴ء)
      - امر سنگھ (ولادت ۱۸۸۲ء)

موضع تانگ نزد امرتسر کے سکھ تانگ راجپوتوں کے ایک پرانے خاندان سے ہیں جس نے قریباً اٹھارویں صدی کے شروع میں دہلی سے نقل مکان کر کے اپنے نام پر موضع مذکور آباد کیا۔ آہستہ آہستہ یہ خاندان باہمی میل ملاپ اور ازدواج سے جاٹوں کا خاندان بن گیا اور سکھوں کے عروج پانے پر اسکے آدمی جسا سنگھ کے ماتحت رام گڑھیہ مسل میں شامل ہو گئے۔ صاحب سنگھ نے اپنے آقا جسا سنگھ سے تانگ بمعہ اسکے گرد و نواح کے کچھ مواضعات کے جاگیر میں حاصل کیا اور ۱۸۰۴ء میں فوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا فتح سنگھ ایک برس پہلے مر چکا تھا۔ مگر فتح سنگھ کے تین بیٹے رام گڑھیہ

اس خاندان کے بہت سے آدمی موضع کوٹ سید محمود میں رہتے ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی آسودہ حال نہیں ہے۔ یہ تمام اب گھٹ کر اُسی حیثیت کے ہو گئے ہیں جس حیثیت کے اُن کے بزرگ اس وقت تک تھے جب تک کہ رنجیت سنگھ نے روپ کور کو اپنے عقد میں نہ لیا تھا ٭

پنجاب سنگھ کا بیٹا اور جے سنگھ کا پوتا بشن سنگھ اس موضع کا اعلیٰ نمبردار ہے مگر چڑت سنگھ کا بیٹا نہال سنگھ خاندان کا بزرگ خیال کیا جاتا ہے۔ نہال سنگھ کے بیٹے مولا سنگھ نے جو پنجاب پلٹن ۲۴ میں صوبیدار تھا پانچ مربعے زمین لیکر پنشن پائی ہے ٭

GOVERNMENT OF INDIA · MINISTRY OF CULTURE

CSL

ضلع امرتسر

نہال سنگھ رئیس کوٹ سید محمود

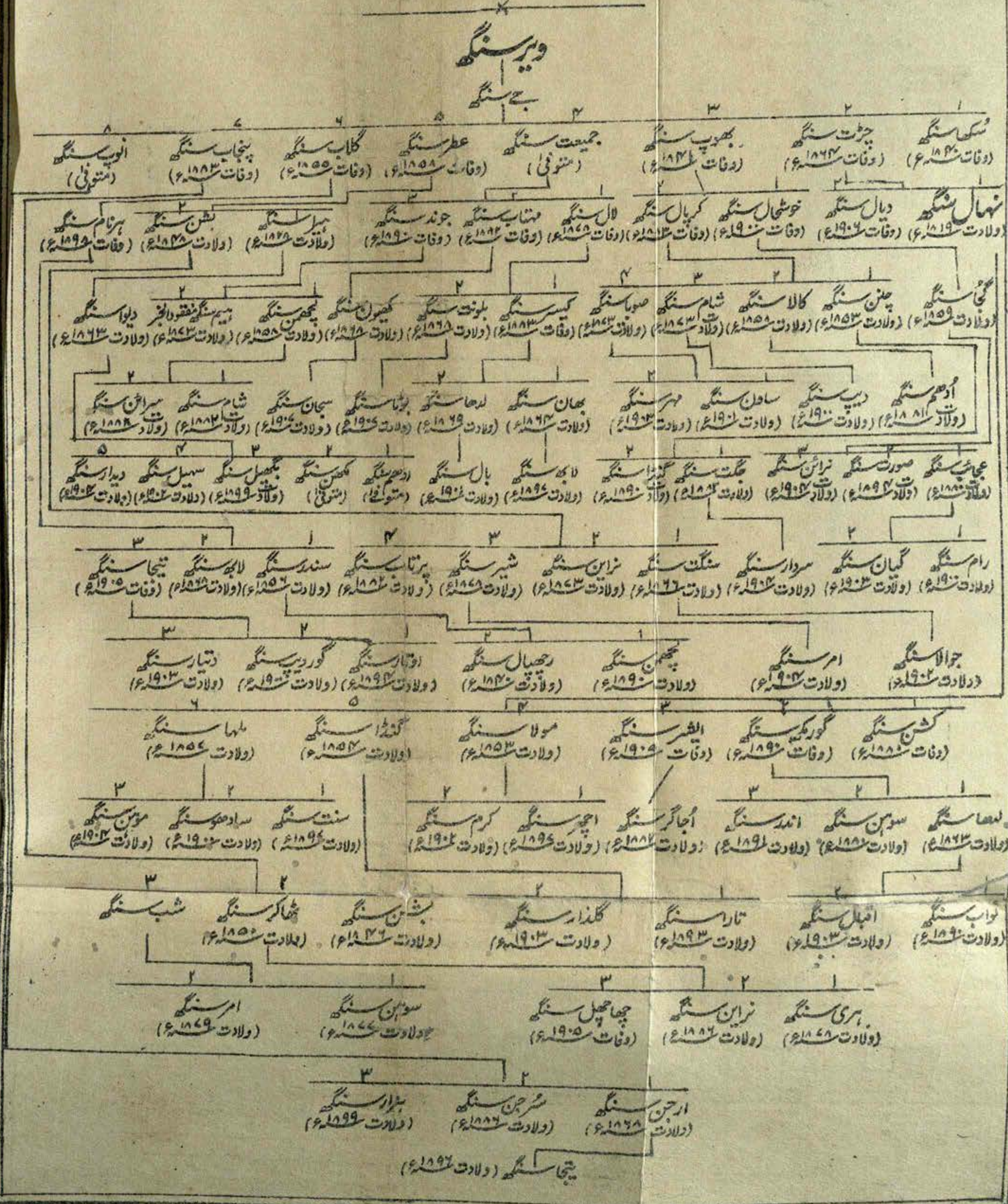

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
GSL

مولا سنگھ رئیس کوٹ سید محمود

Mula Singh of Kot Sayad Mahmud.

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

سردار نہال سنگھ رئیس کوٹ سید محمود

S. Nihal Singh of Kot Sayad Mahmud.

نہال سنگھ رئیس کوٹ سید محمود

جے سنگھ سندھو جاٹ ساکن کوٹ سید محمود (جو شہر امرتسر سے دو میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا موضع ہے) سردار گلاب سنگھ بھنگی کے ہاں سوار تھا۔ سنہ ۱۸۰۹ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس کی لڑکی روپ کور سے شادی کر لی جس کی وجہ سے خاندان کے نصیب جاگ اُٹھے کیونکہ مہاراجہ نے دو سو سوار خدمتی دینے کی شرط پر ۳۰۰۰۰ روپے کی مالیت کا علاقہ اکھنور چڑت سنگھ اور بھوپ سنگھ کے نام کر دیا۔ یہ علاقہ پندرہ سال اُن کے پاس رہنے کے بعد ضبط کر لیا گیا اور اس کی بجائے چڑت سنگھ نے دھاروال کی ۲۵۰۰ روپے کی جاگیر حاصل کی جس پر خدمات کی کوئی شرط نہ تھی نیز چڑت سنگھ کو ایک غیر آئین رجمنٹ کا کمیدان بنا دیا گیا۔ سنہ ۱۸۳۱ء میں چڑت سنگھ سید کی سرائے کی لڑائی میں جو شہزادہ شیر سنگھ نے سید احمد شاہ سے کی تھی سخت زخمی ہو گیا۔ سنہ ۱۸۴۳ء میں بھوپ سنگھ خیبر میں مارا گیا اور اس کی ۲۰۰۰ روپے کی جاگیر اس کے بیٹوں کے نام کر دی گئی۔ سنہ ۱۸۴۸ء میں اس خاندان کے چند اراکین کے علاوہ باقی سب باغیوں کے ساتھ مل گئے لہذا ان کی جاگیریں ضبط ہو گئیں۔ چڑت سنگھ کو ۱۰۰ روپے سالانہ اور رانی روپ کور کو جو سنہ ۱۸۶۷ء میں فوت ہوئی ۱۹۸۰ روپے پنشن ملتی تھی۔ اس خاندان کے قبضہ میں موضع کوٹ سید محمود کا پانچواں حصہ بھی ہے۔ رانی روپ کور نے اپنے بھائی گلاب سنگھ کے پوتے سندر سنگھ کو متبنیٰ کیا اور اس نے اس کی ساری منقولہ جایداد جو بڑی بیش قیمت بتائی جاتی ہے ورثہ میں پائی۔

رہ چکا ہے - اور اپنے رسالے کے ساتھ مصر اور چین کی لڑائیوں میں خدمات کر کے پنشن پاکر نوکری سے علیحدہ ہوا ہے - اب وہ خچر باٹری میں عہدۂ مددگاری پر ہے - اس کا لڑکا بھگوان سنگھ رسالہ ۲۳ میں براہِ راست افسر بھرتی ہوا - اس خاندان کی باہمی ازدواج کی وجہ سے سرداران چھینہ راجہ سانسی اور اٹاری سے رشتہ داری ہے +

عطر سنگھ - مہتاب سنگھ اور ارجن سنگھ تینوں بھائی اس جاگیر کے جواب ۶۰۰ روپے سالانہ کی مالیت کی ہے حصہ دار ہیں +

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

چیپاری اور ہمشیرہ زادے چڑت سنگھ میں تقسیم کر دی۔ نار سنگھ کا حصہ چڑت سنگھ کے حصے سے زیادہ تھا مگر چڑت سنگھ کے حصہ کی جاگیریں بڑی وسیع اور قیمتی تھیں جن پر وہ اپنی وفات تک قابض رہا۔ اس کے بیٹے صوبہ سنگھ کو سردار حقیقت سنگھ کنھیا سے ایکسو پچاس سوار خدمتی کی شرط پر ۴۰۰۰۰ روپے مالیت کی جاگیریں ملی ہوئی تھیں مگر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ۱۸۰۲ء میں پانچ سوار خدمتی دینے کی شرط پر جو صوبہ سنگھ کے ساتھ گھوڑ چڑھ کلاں میں مامور تھے ۷۰۰۰ روپے کی جاگیر کے علاوہ باقی ساری جاگیریں چھین لیں۔ اس کے فوراً بعد چونکہ صوبہ سنگھ نے مہاراجہ کو اپنی لڑکی شادی میں دینے سے انکار کر کے ناراض کر دیا تھا اس وجہ سے اس کی جاگیریں اور گھٹا کر مواضعات گوریالا اور بھکھا کی ۲۱۱۶ روپے کی کر دی گئی۔ صوبہ سنگھ ۱۸۲۴ء میں فوت ہوا جس پر موضع گوریالا کی جاگیر بھی ضبط کر لی گئی اور صرف موضع بھکھا کی ۶۰۰ روپیہ مالیت کی جاگیر اس کے بیٹے ہری سنگھ کو دی گئی +

۱۸۴۸ء میں ہری سنگھ نے کپتان ہاڈسن صاحب بہادر کے ماتحت رنگڑ ننگل وغیرہ مقامات پر خدمات انجام دیں اور سن مذکور کے فسادات میں سرکار کا خیر خواہ رہا۔ پنجاب کے الحاق کے موقع پر متذکرہ بالا جاگیر اس کے نام واگذار رہی۔ ہری سنگھ ۱۸۵۷ء میں فوت ہوا اور اس کے بیٹے ایشر سنگھ کو نصف موضع بھکھا پرگنہ اجنالہ کی جاگیر دوامی دے دی گئی ایشر سنگھ کا انتقال ۱۸۷۲ء میں ہوا۔ اس کا بیٹا عطر سنگھ خاندان کا موجودہ بزرگ سفید پوش اور دو مواضعات کا نمبردار ہے اور بھکھا ہری سنگھ میں رہتا ہے۔ اس کا بھائی مہتاب سنگھ بنگال رسالہ ۱۶ میں جمعدار

عطر سنگھ بھکھا

چڑت سنگھ

۱ پنجاب سنگھ — ۲ صوبہ سنگھ (وفات ۱۸۲۴ء) — ۳ فلبا سنگھ

صوبہ سنگھ (وفات ۱۸۲۴ء)
ہری سنگھ (وفات ۱۸۵۷ء)
ایشر سنگھ (وفات ۱۸۷۲ء)

۱ عطر سنگھ (ولادت ۱۸۴۴ء) — ۲ چتر سنگھ (وفات ۱۹۰۴ء) — ۳ مہتاب سنگھ (ولادت ۱۸۶۱ء) — ۴ ارجن سنگھ (وفات ۱۹۰۵ء)

۱ بھگوان سنگھ (ولادت ۱۸۸۵ء) — ۲ رگھبیر سنگھ (ولادت ۱۸۸۶ء) (اسکو ارجن سنگھ نے متبنےٰ بنایا) — ۳ دلیپ سنگھ (ولادت ۱۸۹۶ء) — ۴ گوردچرن سنگھ (ولادت ۱۸۹۵ء) — ۵ ہرنام سنگھ (ولادت ۱۹۰۰ء) — ۶ کرتار سنگھ (ولادت ۱۹۰۳ء)

دھنا سنگھ (ولادت ۱۸۹۴ء)

رگھبیر سنگھ (متبنےٰ) (ولادت ۱۸۸۶ء)

عطر سنگھ کے بزرگ سترھویں صدی کے آغاز کے قریب مالوے سے پنجاب آئے اور چونیاں ضلع لاہور کے قریب آباد ہوئے سنہ ۱۷۳۵ء میں اُنھوں نے یہاں سے بھی نقل مکان کر دیا اور بھکھا میں آرہے جس کے نام پر اس خاندان کا نام مشہور ہے۔ سردار چڑت سنگھ ایک مقتدر جنگی رئیس سردار سادل سنگھ اولکھ والہ کا ہمشیر زادہ تھا۔ سادل سنگھ کے لاولد فوت ہونے پر سکھوں کے گورمتہ (پنچایت) نے اس کی جایداد اس کے پتر یلے نار سنگھ

اپنے بستروں پر فرقہ رتی موت مرے۔ چنانچہ رام سنگھ بھی چند سال بعد ایک لڑائی میں مارا گیا۔ اسکی وفات پر اسکا بیٹا جے سنگھ بالکل بچہ تھا اور ماہی سنگھ نے جاگیر پر قبضہ کر لیا جسکو اس نے بہت بڑھایا اور بڑی دانشمندی سے اس کا انتظام کرتا رہا یہاں تک کہ جے سنگھ نے جوان ہو کر اپنے حقِ وراثت کا دعویٰ کیا۔ اس نے اپنے چچیرے بھائی (ماہی سنگھ) سے بہلووال اور کچک وال دو مواضعات لیکر قناعت کر لی اور اس انتظام کے دو سال بعد ایک نابالغ لڑکا دسوندھا سنگھ چھوڑ کر فوت ہوا جس سے ماہی سنگھ نے کچک وال جو اس نے جے سنگھ کو بہت بڑے دل سے دیا تھا واپس لے لیا۔ مگر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بغیر کسی رعایت کے ان دونوں کے مقبوضات پر تصرف کر لیا۔ دسوندھا سنگھ کو ڈیرہ سوریاں میں جو پہلے شاہزادہ شیر سنگھ کے اور بعد ازاں جمعدار خوشحال سنگھ کے ماتحت تھا ۵ سوار مہیا کرنے کی شرط پر ۳۰۰۰ روپے سالانہ کی جاگیر عطا کر دی گئی۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا کشن سنگھ رجمنٹ میں اس کا جانشین ہوا مگر اس کے کنٹنجنٹ کے سوار ۵ سے بڑھا کر ۹ کر دئے گئے جو الحاق پنجاب کے وقت تک دینے پڑے مگر الحاق کے بعد جاگیر ضبط ہو گئی۔ کیونکہ وہ راجہ شیر سنگھ کے ساتھ مل گیا تھا۔ کشن سنگھ ۱۸۶۷ء میں فوت ہوا۔ اس کا بیٹا آسا سنگھ اب اس خاندان کا جواب بہت مقتدر نہیں رہا ذی اثر رکن ہے۔ اس خاندان کے قبضہ میں کوئی جاگیر نہیں اور تقریباً ۲۶۰ کنال پر ہی اس کی مالکی ہے ٭

آسا سنگھ سردار لہنا سنگھ مجیٹھیہ کے خاندان میں بیاہا ہوا ہے اور اس کا بھتیجا بلونت سنگھ محکمہ پولیس میں ڈپٹی انسپکٹر ہے ٭

آسا سنگھ سدھو رئیس بہلووال

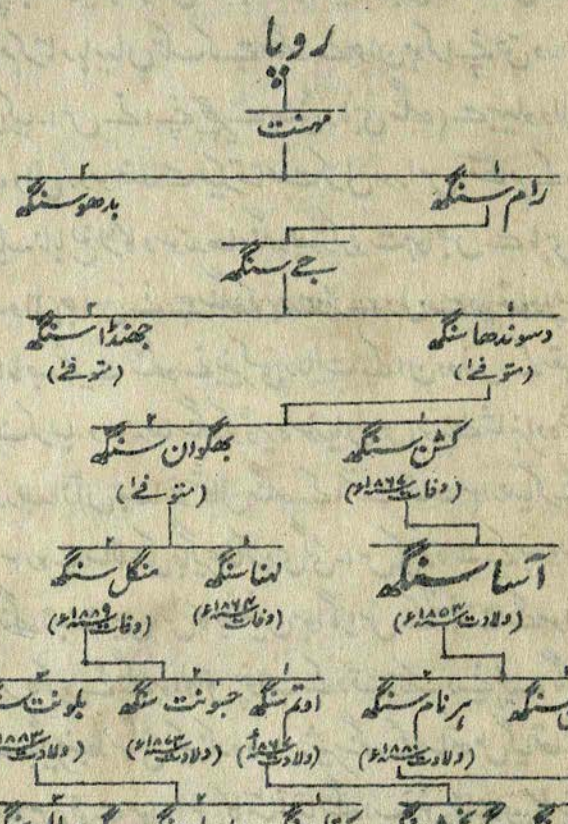

سدھو خاندان کی بہلووال والی شاخ میں کوئی نامی رئیس نہیں ہے۔ بدھو سنگھ نے ضلع امرتسر میں کئی دیہات پر تصرف کر لیا تھا اور احمد شاہ کے حملوں میں سے ایک حملے میں مارا گیا۔ اس کا بھائی رام سنگھ اسکے بعد جانشین ہوا مگر سکھوں کی تاریخ کے ابتدائی زمانے میں چند ہی سردار ایسے تھے جو

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
GSL

سردار بلونت سنگھ سدھو رئیس بھیلووال

Sardar Balwant Singh Sidhu of Bhilowal.

وہ ۱۸۸۲ء میں ۳۶۰ روپے سالانہ پنشن پاکر نوکری سے علیحدہ ہوا اور ۱۸۹۱ء میں فوت ہوگیا۔ اس کا بڑا بیٹا ہرنام سنگھ اب خاندان کا بزرگ مانا جاتا ہے۔ دوسرا بیٹا ہرچرن سنگھ محکمہ ٹرنسپورٹ اور دفتر ضلع امرتسر میں نوکری کرنے کے بعد اب ضلع گورکھپور کی ریاست ڈومری کا منیجر ہے ہرچرن سنگھ کا بیٹا سُدرشن سنگھ ایچیسن کالج لاہور میں تعلیم پاتا ہے اور اس کی شادی ضلع لاہور کے خاندان پدہانیہ میں اور ہرنام سنگھ کے بیٹے گردیال سنگھ کی شادی راجہ سانسی کے خاندان سندھاوالیہ میں ہوئی ہے +

خاندان کے زندہ اصحاب کے پاس تقریباً ۱۰۲۵ روپے آمدنی کی جاگیر ہے جس میں سے ۱۲۵ روپے کی جاگیر تو وچویا تحصیل اجنالہ میں ہے۔ اور ۹۰۰ روپے کی تاراگڑھ تحصیل پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور میں جو خاندان کا اصلی وطن ہے۔ ان کی مالکی مواضعات نرگاٹا۔ نوشہرہ۔ پٹھان چک اور گوبندسر ضلع گورداسپور اور وچوٹا تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر کی قریباً ۲۲۰۰ بیگھہ اراضی پر بھی ہے +

اس خاندان کی چھوٹی شاخوں کے کئی افراد فوج میں ملازم ہیں یا رہ چکے ہیں +

صاحب رزیڈنٹ کی منظوری پر یہ جاگیر بحال کردی بلکہ ۲۱۰۰ روپے کی اس میں ایزادی کر کے ۳۰ سواروں کی نوکری دینے کی شرط لگادی۔ ۱۸۴۸؁ء ۴۹ کے فسادات کے دوران میں خاندان ونگیہ سرکار کا خیرخواہ رہا۔ دیدار سنگھ اپنے کنٹنجنٹ سمیت کپتان ہاڈسن صاحب کے ساتھ شامل ہوگیا اور رنگر ٹنگل۔ پرمانند اور دوسرے مقامات پر اچھی خدمات کیں۔ الحاق کے وقت خاندان کی تمام ذاتی جاگیر جو مالیتی ۸۶۰۸ روپے تھی واگذار ہوئی اور حکم ہوا کہ ہر حصے دار کے حصے کی ایک تہائی اس کے نرینہ وارثان صلبی کے نام علی الدوام رہے گی۔ دیدار سنگھ فوجی پولیس میں رسالدار ہوگیا اور عام تخفیف کے وقت نوکری سے برطرف ہوا۔ اس کا انتقال ۱۸۶۹؁ء میں ہوا +

رن سنگھ کا بیٹا سنت سنگھ محاصرے میں محافظ رسالے کے ساتھ خدمات کرنے کے لئے اس رسالے کا جمعدار کر کے دہلی بھیجا گیا جو جولائی ۱۸۵۷؁ء میں میجر آر لارنس صاحب بہادر نے بھرتی کیا تھا۔ اس رسالے کا ایک حصہ مستقل طور پر گائیڈ کور میں تبدیل کردیا گیا باقی ماندہ دہلی کی سوار پولیس میں شامل ہوگیا اور اس میں سنت سنگھ کی رسالدار کے عہدے پر ترقی ہوگئی۔ یہ جنگی پولیس کی تخفیف تک لیاقت اور سرگرمی سے کام دے کر نوکری سے علیحدہ ہوا۔ بعدازاں پراونشل پولیس میں انسپکٹر ہوگیا ۱۸۶۶؁ء میں اس کی اپنی درخواست پر اسے رسالدار کر کے بنگال کے چوتھے رسالے میں تبدیل کردیا گیا جس میں یہ بعدازاں وردی میجر اور رسالدار بنایا گیا۔ اس نے ۱۸۷۹؁ء ۸۰ کی کابل کی لڑائی میں خدمات کیں اور کئی موقع پر دشمن سے خوب مقابلہ کیا۔ ۲۲ سال کی اعلیٰ خدمات کے بعد

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

SL

جے سنگھ اور حقیقت سنگھ دونو کے ماتحت لڑتا رہا اس نے تاراگڑھ پرگنہ پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور پر قبضہ کر لیا اور سردار مہان سنگھ کی اس کامیاب مہم جموں کے بعد صاحب سنگھ نے جو سردار مہان سنگھ کے ہمراہ گیا تھا سید گڑھ جمبی ۲۰۰۰۰ روپیہ کی جاگیر حاصل کی۔اس نے موضع مچویا آباد کیا جہاں تادم مرگ یعنی سنہ ۱۸۰۳ء تک رہا۔اس کی تاراگڑھ۔سید گڑھ اور مچویا کی جاگیریں ۹۰۰۰۰ کی مالیت کی تھیں اور یہ تمام بجنسہ اُس کے چار بیٹوں کے قبضہ میں رہیں یہاں تک کہ سنہ ۱۸۱۲ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے تاراگڑھ پر چڑھائی کی اور تھوڑے سے محاصرے کے بعد قلعہ فتح کر کے جاگیر کا بہت سا حصہ دبا لیا۔۱۰۰۰۰ روپے کی مالیت کے بارہ مواضعات جن میں مچویا بھی شامل تھا اس وقت بھی بلا معاوضہ خدمات چھوڑ دے گئے مگر متذکرہ بالا ضبطی کے بعد دس سال کے عرصہ میں چاروں بھائی مر گئے اور جاگیر پر جواہر سنگھ مع اپنے چچیرے بھائیوں جمیعت سنگھ۔بسنت سنگھ اور رن سنگھ قابض ہوا۔گو یہ جاگیر گذارہ کے لئے تھی اور اس پر نوکری دینے کی کوئی شرط نہ تھی تاہم یہ تمام مہاراجہ کی بہت سی لڑائیوں میں لڑتے رہے یہاں تک کہ دیسا سنگھ مجیٹھیہ نے جو دوابہ جالندھر کا ناظم تھا جواہر سنگھ سے کہا کہ ہر سردار کو اگر وہ اپنا نام قایم رکھنا چاہے سرکار کی خدمت کے لئے سپاہ دینی چاہیئے اور مناسب سمجھ کر اس کی جاگیر پر ۱۵ اسواروں کی شرط لگادی۔

خاندان ونگلیہ کی جاگیروں کے ساتھ سنہ ۱۸۴۶ء تک کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی اور اس وقت راجہ لال سنگھ نے جو اس خاندان کے مربی سردار دیسا سنگھ سے کچھ محبت نہ رکھتا تھا سردار کے بنارس چلے جانے کا موقع دیکھ کر اس خاندان کی کل جاگیر ضبط کر لی مگر ایک سال بعد دربار نے

ہرنام سنگھ وگیلیہ

صاحب سنگھ (وفات ۱۸۰۳ء)

۱ جودھ سنگھ (وفات ۱۸۱۴ء) ۔ ۲ بیر سنگھ (وفات ۱۸۲۷ء) ۔ ۳ امیر سنگھ (وفات ۱۸۱۳ء) ۔ ۴ کاہن سنگھ (وفات ۱۸۱۴ء)

جواہر سنگھ (وفات ۱۸۵۱ء) ۔ رن سنگھ ۔ دل سنگھ (وفات ۱۸۶۷ء) ۔ فتح سنگھ ۔ جمعیت سنگھ (وفات ۱۸۴۹ء) ۔ سنگت سنگھ (وفات ۱۸۳۷ء)

دیدار سنگھ (وفات ۱۸۶۹ء) ۔ سنت سنگھ (وفات ۱۸۹۰ء) ۔ لچھمن سنگھ (وفات ۱۸۸۷ء) ۔ پرتاب سنگھ (وفات ۱۸۶۲ء) ۔ گنڈا سنگھ (وفات ۱۸۸۳ء) ۔ مہر سنگھ (متوفی) ۔ ارور سنگھ

نرندر سنگھ (وفات ۱۸۶۰ء) ۔ سندر سنگھ (وفات ۱۸۶۴ء) ۔ **ہرنام سنگھ** ۔ ہرچین سنگھ (ولادت ۱۸۶۰ء) ۔ ہربخش سنگھ (ولادت ۱۸۶۳ء) ۔ حاکم سنگھ (وفات ۱۸۶۹ء) ۔ جوالا سنگھ (وفات ۱۸۸۰ء)

گوردیال سنگھ (ولادت ۱۸۸۱ء) ۔ سدرشن سنگھ (ولادت ۱۸۸۷ء) ۔ گوربخش سنگھ (وفات ۱۸۹۳ء) ۔ اوتار سنگھ (ولادت ۱۸۵۹ء) ۔ تیجا سنگھ (ولادت ۱۸۶۰ء) ۔ عجائب سنگھ (ولادت ۱۸۶۰ء)

گوربخش سنگھ (ولادت ۱۸۸۹ء) ۔ کاکا سنگھ (ولادت ۱۸۸۶ء) ۔ کرم سنگھ (ولادت ۱۸۹۳ء) ۔ نہال سنگھ (وفات ۱۸۶۲ء) ۔ ایشر سنگھ (وفات ۱۸۸۰ء) ۔ فتح سنگھ (متوفی) ۔ آسا سنگھ (وفات ۱۸۶۲ء) ۔ آلا سنگھ (وفات ۱۸۶۷ء)

کرپال سنگھ (وفات ۱۸۷۵ء) ۔ جیمل سنگھ (ولادت ۱۸۶۱ء) ۔ گینڈا سنگھ (وفات ۱۸۶۷ء) ۔ جگت سنگھ (ولادت ۱۸۶۴ء)

امراؤ سنگھ (ولادت ۱۸۸۸ء) ۔ نارا سنگھ (ولادت ۱۸۸۸ء) ۔ انوپ سنگھ (ولادت ۱۸۹۳ء) ۔ مولا سنگھ (ولادت ۱۸۹۵ء) ۔ کاکا سنگھ

صاحب سنگھ قریباً ۱۷۶۰ء میں کنھیا مسل میں شامل ہوا اور

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

یہ ضلع گورداسپور میں آباد ہو گئے ہیں۔ گوردت سنگھ کی اولاد چمیاری میں رہتی ہے۔ بھگوان سنگھ اعلیٰ نمبردار ہے اور موضع ابدال ضلع گورداسپور کی بیس گھماؤں اراضی کے علاوہ موضع چمیاری کی قریباً ۲۰۰ ایکڑ زمین پر اس کی مالکی ہے۔ اس کے اور اس کے بھائی شام سنگھ کے پاس موضع دھاری وال تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر کی ۶۰۰ روپے کی جاگیر بھی ہے۔ بھگوان سنگھ چند سال فوج میں ملازم رہ چکا ہے +

کر دئے۔ پھر گورکھناتھ پورن کو محل شاہی میں لایا اور اس کی ماں اچھراں کی آنکھیں جن کی بینائی بیٹے کی بے وقت موت کی وجہ سے روتے روتے زایل ہو گئی تھی پھر روشن کر دیں۔ راجہ سالواہن نے ان عجائب واقعات سے حیران ہو کر اپنا تاج پورن کو دینا چاہا مگر پورن نے منظور نہ کیا اور دنیا کو چھوڑ کر گورکھناتھ کا چیلا بن گیا اور عمر بھر اسی کے ساتھ رہا ✤

قصبہ چمیاری کی بنا کی نسبت جو بلاشبہ پرانا قصبہ ہے ایسی ایسی روائتیں ہیں۔ تقریباً ایک ہزار سال کا عرصہ ہوا کہ یہ قصبہ پنجاب کے پانچوں دریاؤں کے مل جانے پر ایک بڑے طوفان آنے سے بالکل تباہ ہو گیا مگر شاہان اسلام کے زمانے میں ازسرنو بنایا گیا۔ ۱۷۲۲ء میں اسے سکھوں نے جلا دیا اور ابھی ویران ہی پڑا تھا کہ نار سنگھ کے ہاتھ آیا جس نے اسے پھر آباد کیا اور ترقی دی ✤

نار سنگھ کی بیوہ اور اس کے چھوٹے بیٹے ہری سنگھ کی وفات پر خاندان کی جو تھوڑی سی جاگیر تھی وہ بھی گھٹا دی گئی اور ۱۸۴۱ء میں جے سنگھ کی وفات پر مہاراجہ شیر سنگھ نے سب ضبط کر لی ✤

سردار گوردت سنگھ کو جو مہاراجہ دلیپ سنگھ کی خاص فوج کا کمیدان تھا دھاری وال نزد اجنالہ میں ۱۲۰۰ روپے سالانہ کی جاگیر ملی ہوئی تھی جس میں سے ایک تہائی ۱۸۶۸ء میں اس کی وفات پر ضبط ہو گئی اس کے بیٹوں پرتاب سنگھ اور نہال سنگھ نے ۱۸۴۸ء میں باغیوں کے ساتھ شامل ہو کر اپنی جاگیریں کھو دیں۔ سردار جے سنگھ کی بیوہ کھیم کور کو ۵۰۰ روپے سالانہ پنشن ملی جو اس کی وفات پر ضبط ہو گئی۔ خاندان کی اس شاخ میں سے سنت سنگھ اور نراین سنگھ دو آدمی زندہ ہیں

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

گیا جس میں پورن کو حفاظت کے ساتھ رکھا گیا یہاں تک کہ نوکر یہ سمجھ کر کہ اب بارہ سال ہو گئے ہیں لڑکے کو مسرور و شادماں باپ کے پاس لے آئے مگر حساب میں ایک روز کی غلطی ہو گئی تھی اور پورے بارہ برس منقضی نہ ہوئے تھے۔

جب لونا نے اس خوبصورت لڑکے کو دیکھا تو فوراً اس پر عاشق ہو گئی مگر اس میں لونا کا قصور نہ تھا یہ ستاروں کی گردش تھی آخر کار لونا ضبط نہ کر سکی اور اس نے بے اختیار پورن کو گلے لپٹا لیا اور اپنی تمام محبت کا اظہار کر دیا مگر تنہائی کے برج میں پورن نے عشق کا سبق نہ سیکھا تھا۔ وہ لونا کے اظہار غم و اندوہ پر ہنس کر بھاگ گیا۔ اس طرح خفیف ہو کر وہ بہت غضبناک ہوئی اس کی محبت نفرت سے بدل گئی اس نے اپنے بال نوچ لئے اور کپڑے پھاڑ ڈالے اور جب راجہ آیا تو آنسو بہاتے ہوئے کہا کہ پورن نے میری عصمت پر حملہ کیا۔ راجہ نے اس کی کچھ تحقیقات نہیں کی اور فوراً لڑکے کو جنگل میں لے جا کر قتل کرنے کا حکم دیدیا۔ جبکہ غریب بچے کو جلاد لے جا رہے تھے تو اس نے ان سے جان بخشی کی بڑی منت و سماجت کی مگر ان میں سے کسی کم بخت کا بھی دل نہ پسیجا۔ پھر بھی اُنہوں نے یہ وعدہ کیا کہ وہ اس کو جان سے نہیں مارینگے مگر اس کے دونو ہاتھ کاٹ کر ایک کنوئیں میں ڈال دیا اور وہاں مرنے کے لئے چھوڑ گئے خدا کی قدرت! پورن کی جان بچ گئی اور تقریباً دو سال کے بعد جوگی گورکھ ناتھ اپنے ۱۲۰۰۰ چیلوں کے ساتھ اس مقام پر آیا۔ ان چیلوں میں سے ایک نے کنوئیں میں سے پانی نکالتے ہوئے لڑکے کو دیکھا اور باہر نکال کر جوگی کے پاس لے گیا جس نے کرامت سے اس کے ہاتھ پھر پیدا

رئیس کی بیٹی ہے۔ سالواہن نے اس لڑکی سے شادی کرنی چاہی مگر اس کے باپ نے انکار کردیا کیونکہ پنجاب بھر میں والدین اور ان کی لڑکیاں راجہ کے نام سے گھبراتے تھے جس کی عادت روز نئی بیوی کرنے کی تھی اور اس وجہ سے ملک میں کواری عورتوں کا توٹا ہوگیا تھا مگر راجہ چمبہ کے باپ کے انکار کو کب مانتا تھا۔ اس نے قسم کھالی کہ اگر چمبہ کے ساتھ اس کی شادی ہو جائے تو وہ آٹھ دن تک اور شادی نہ کرے گا چنانچہ اس معقول وجہ پر چمبہ کا باپ مان گیا مگر آٹھ دن کے بعد راجہ سالواہن حسین چمبہ پر ایسا مفتون ہوگیا تھا کہ اس نے اپنی تمام دوسری زوجگان کو طلاق دیدی اور تمام عمر کے واسطے چمبہ ہی کو رکھا اور اپنے عشق کا نام ہمیشہ یادگار رکھنے کے لئے اس نے اس کنوئیں کے گرد جس پر چمبہ کو پہلے پہل پانی بھرتے دیکھا تھا اس کے نام پر قصبہ چمیاری بسایا ٭

دوسری روایت یہ ہے کہ چمیاری کا نام راجہ سالواہن کی خاص بیوی لونا کے نام پر رکھا گیا تھا جو راجہ پیپہ والئے پپناکھا کی بیٹی اور ذات کی چمبل راجپوتنی تھی۔ لونا رسالو کی ماں تھی جس کے نام پر سیالکوٹ پہلے رسالکوٹ کہلاتا تھا۔ لونا گو اپنی خوبصورتی کی وجہ سے مشہور تھی مگر جیسا کہ مفصلہ ذیل قصے سے ظاہر ہوتا ہے باعصمت نہ تھی۔ راجہ سالواہن کی بہت سی عورتوں میں ایک عورت کے ہاں ایک خوبصورت لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام پورن رکھا گیا۔ نجومیوں نے جو نو مولود بچے کا زائچہ دیکھنے کے لئے محل میں جمع ہوئے ظاہر کیا کہ اگر لڑکے کا باپ لڑکے کو بارہ سالہ ہونے سے قبل دیکھے گا تو اس (لڑکے) پر بہت سی مصیبتیں نازل ہونگی۔ ان دنوں میں نجومیوں کے کہنے پر یقین کیا جاتا تھا چنانچہ ایک بڑا برج بنایا

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
CSL

نے چرتے ہوئے گھوڑوں کو موڑنے سے انکار کیا۔ جھنڈا سنگھ یہ بے عزتی کب گوارا کر سکتا تھا اس نے اپنے تمام آدمیوں کو جمع کر کے اور اتنے مددگار بنا کر جتنے کہ وہ بنا سکا نار سنگھ پر چڑھائی کی جو اس کے مقابلے کے لئے تیار تھا۔ یہ لڑائی فیصل نہ ہوئی اور اس کے فوراً بعد نار سنگھ کے سوکر چکیہ دوست اس بات سے ناراض ہو گئے کہ اس نے سردار جھنڈا سنگھ کے بھتیجے امر سنگھ کے ساتھ اپنی بیٹی کرم کور کی شادی کر دی مگر اس نے سوکر چکیوں سے ظاہر طور پر قطع تعلق نہیں کیا اور ۱۷۹۹ء میں لاہور کے لینے میں مہان سنگھ کی مدد کی ؛

نار سنگھ ۱۸۰۳ء میں فوت ہوا۔ اس کا بڑا بیٹا رام سنگھ اس سے کچھ مہینے پہلے مرہٹہ رئیس جسونت راؤ ہلکر کے کیمپ میں ہیضے سے مرگیا تھا۔ نار سنگھ کی وفات پر رنجیت سنگھ نے اس خاندان کی جاگیروں کے بہت سے حصے پر جن میں سیالکوٹ کے مواضعات اور رساوو وال۔ وھانی والا اور چمیاری کے تعلقات شامل تھے قبضہ کر لیا۔ قصبہ چمیاری اس خاندان کے قبضے میں رہ گیا جس پر اس کے اب تک حقوق مالکانہ ہیں ؛

چمیاری ایک بڑا پرانا قصبہ ہے اور اس کی اصلیت کی نسبت کئی روایتیں ہیں جو اس جگہ بیان کی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت یہ ہے کہ راجہ سالواہن والئے سیالکوٹ نے جو ۹۰ سنہ عیسوی میں حکمران تھا اس مقام کے قریب جہاں اب قصبہ چمیاری واقع ہے اپنے اُمرا کے ساتھ گزرتے ہوئے ایک نوجوان لڑکی کو کسی کنوئیں پر پانی بھرتے دیکھا اس کے حسن دلفریب سے حیرت زدہ ہو کر اس نے اس کا نام پوچھا جس پر معلوم ہوا کہ اس کا نام چمبہ ہے اور وہ اس علاقے کے ایک راجپوت

نہ تھا بلکہ ایک دور کا رشتہ دار ساول سنگھ نامی تھا جس نے قریباً ۱۷۵۰ء میں سکھ مذہب اختیار کیا اور بھنگی مسل میں شامل ہو گیا۔ یہ اپنے سردار ہری سنگھ کی طرف ہو کر بہت سی لڑائیوں میں لڑا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے ذاتی مفاد کو فراموش نہیں کیا کیونکہ چند سال ہی بعد راوی کے بائیں کنارے پر اس کے قبضے میں بڑا علاقہ تھا جس میں اجنالہ اور چمیاری یا چھمیاری جس جگہ کے نام پر اس خاندان کا نام مشہور رہا ہے شامل تھے۔ ساول سنگھ ایک لڑائی میں لاولد مارا گیا مگر اس کی بیوہ مائی مالکیاں نے جایداد اپنے مرحوم خاوند کے ایک چچا زاد بھائی اور جاں نثار ہمراہی نار سنگھ نامی کو دیدی جو بڑا بہادر اور اولوالعزم آدمی تھا۔ اس انتظام کو گرمتھا یعنی سکھوں کی قومی پنچایت نے منظور کر لیا اور نار سنگھ ساول سنگھ کے کل علاقے کا مسلم وارث بنکر فتوحات پر آمادہ ہو گیا۔ دریا کے اس طرف جدھر کہ امرتسر تھا علاقہ فتح کرنے پر اس نے قناعت نہ کر کے ضلع سیالکوٹ پر یورش کی اور پسرور اور اس کے گرد و نواح کے بہت سے مواضعات پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں یہ کنھیا مسل میں جسے اس وقت عروج ہو رہا تھا آگیا اور نونر ضلع سیالکوٹ کے مقام پر اپنے پرانے رفیقوں سے ایک سخت لڑائی کی۔ نوجوان سوکرچکیہ رئیس مہان سنگھ اس کی طرف تھا اور جھنڈا سنگھ اور تمام بہادر بھنگی رئیس اس کے مقابلے میں۔ جھگڑے کی بنا بالکل معمولی تھی یعنی یہ کہ نار سنگھ نے جھنڈا سنگھ کے ایک گاؤں میں سے ہو کر گزرتے ہوئے اپنے گھوڑوں کو ایک کھیت کی طرف جس میں چھوٹے چھوٹے گیہوں تھے چرنے کے لئے پھیر دیا۔ بھنگی رئیس بڑے غصے میں آیا اور گھوڑوں کو موڑ لینے پر اصرار کیا۔ نار سنگھ

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

سردار بھگوان سنگھ رئیس چمیا
Bhagwan Singh of Chamiyari

شام سنگھ رئیس چمیاری
Sham Singh of Chamiyari

شبدیو سنگھ رئیس چمیاری
Shibdeo Singh of Chamiyari

بھگوان سنگھ چھپاری رندھاوا

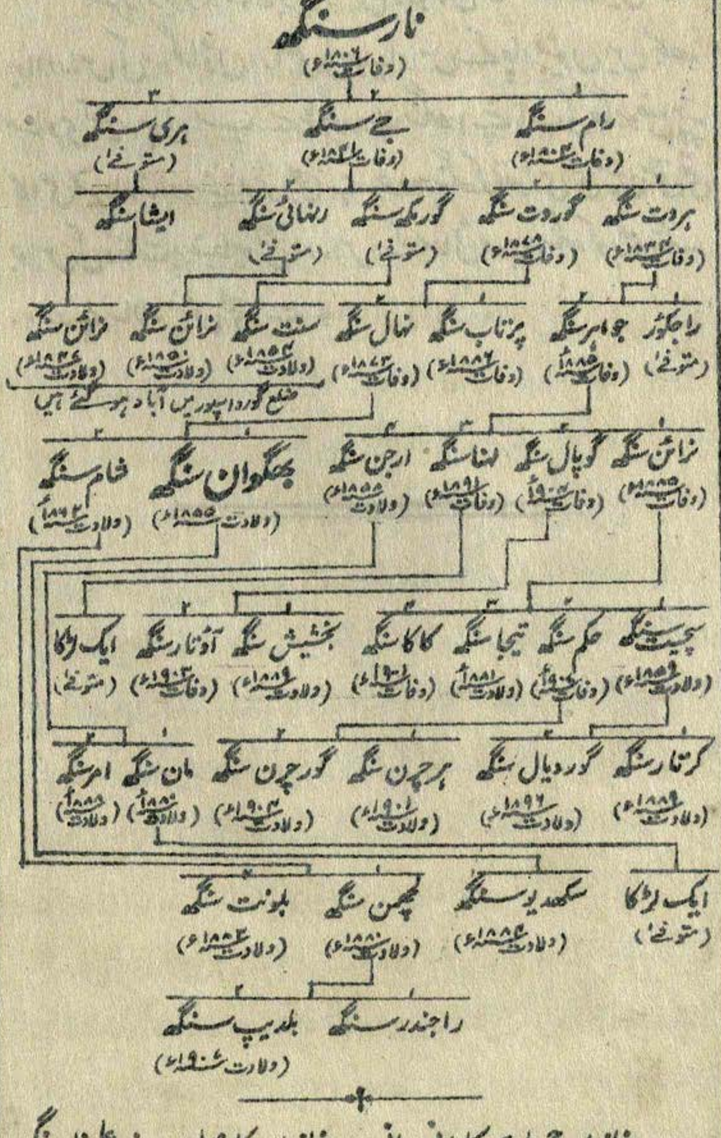

خاندان چھپاری کا بانی مبانی اس خاندان کا اصلی مورث اعلیٰ نار سنگھ

کی گئی۔ وہ اور اس کا بیٹا اور پوتا ۱۹۰۲ء میں پلیگ سے مر گئے۔ ان کی بیوگان ان کی اراضی پر قابض ہیں جو قریباً ۱۳۵۰ ایکڑ ہے +

سردار جودھ سنگھ جو پراونشل درباری تھا ۱۸۹۲ء میں فوت ہوا اور اس کی سوگھماؤں اراضی کی جایداد اس کے چار بیٹوں میں بحصہ مساوی تقسیم ہوئی۔ سب سے بڑا گوروت سنگھ اپنے باپ کی جگہ موضع چیتہ کا اعلیٰ نمبردار بنا اور سفید پوش بھی ہے۔ جودھ سنگھ کو تھوڑی سی پنشن ملتی تھی جو اس کی وفات پر ضبط ہو گئی اور اس کے بھائی سوہن سنگھ کو ابھی تک ۶۰ روپے سالانہ پنشن ملتی ہے +

کھڑک سنگھ کے متعلق خفیہ خبریں پہنچانے کا عادی تھا اس کی ذاتی جاگیر بڑھا کر ۵۰۰۰ روپے سالانہ کی کر دی گئی ٭

۱۸۴۷ء میں سردار رام سنگھ سردار شمشیر سنگھ سندھانوالیہ کے ماتحت کچھ غیر آئین فوج کا افسر بنا کر بنوں بھیجا گیا۔ سردار شمشیر سنگھ اس سکھ فوج کا افسر تھا جس کو دربار نے ایڈورڈز صاحب بہادر کی مدد کے لئے بھیجا تھا جو ضلع مذکور میں بندوبست اور قیام امن کی تدبیر کر رہے تھے۔ رام سنگھ اس سکھ فوج کا بڑا بھڑکانے والا تھا جو ۱۸۴۸ء میں قلعہ دلیپ گڑھ میں باغی ہو گئی تھی۔ رام سنگھ کا دشمن فتح خاں ٹوانہ قلعہ مذکور کا جس کا سکھوں نے محاصرہ کر لیا تھا افسر تھا۔ فتح خاں بہادری سے لڑتا رہا مگر محصورین کو پانی نہ ملنے کی وجہ سے یہ سنبھل نہ سکے فتح خاں مارا گیا اور قلعہ لے لیا گیا۔ ملتان کے ٹِبّوں میں سے ایک ٹِبّے کا مالک ملک میر عالم خاں نامی تھا اس کے ساتھ رام سنگھ نے بڑی دوستی پیدا کر لی تھی اور اس کو اس نے مالیہ کا بقایا ادا کرنے کے لئے روپیہ قرض دے دیا تھا۔ اس ملک کی ہی بہت کچھ امداد سے یہ قلعہ فتح ہوا تھا اور جب رام سنگھ نے سکھ فوج سمیت راجہ شیر سنگھ کے ساتھ ملنے کے لئے کوچ کیا تو قلعہ اسی کے سپرد کر دیا گیا ٭

سردار رام سنگھ سکھ فوج کے بڑے بہادر افسروں میں سے تھا۔ یہ رام نگر اور چیلیانوالہ کے مقامات پر نہایت بہادری سے لڑا اور جنگ گجرات کے نامور مقتولین میں تھا۔ بغاوت کی وجہ سے اس خاندان کی ساری جاگیریں ضبط ہو گئیں مگر ۱۸۵۷ء میں دیوا سنگھ بحیثیت رسالدار گورنمنٹ کی ملازمت میں داخل ہوا اور اس کے اور اس کے چچیرے بھائی جودھ سنگھ کے مکانات واگذار کر دئیے گئے۔ دیوا سنگھ کو ضلع امرتسر میں بنجر زمین بھی عطا

تارا سنگھ کنھیا کی فوج میں سوار بھرتی ہوا۔ اس نے بہت سی لڑائیوں میں اپنے آقا کی خدمت کی اور اس سے ضلع پٹھانکوٹ میں ۵۰۰۰ روپے کی ایک جاگیر حاصل کی۔ تارا سنگھ کی وفات پر جانشینی کے بارے میں اس کے لڑکوں میں بہت سے جھگڑے اُٹھے اور نتیجہ یہ ہوا کہ آپس میں لڑائیاں شروع ہو گئیں جن میں سے ایک میں دیال سنگھ مارا گیا اور فاتح نے اُس کی جاگیر پر تصرف کر لیا۔ اس کے دو بیٹے کشن سنگھ اور رام سنگھ دنیا میں اسی طرح غریب رہ گئے جس طرح کہ اُن کا باپ نوکری کرنے سے پہلے تھا۔ یہ موضع چیپ ضلع امرتسر میں چلے گئے جہاں ان کا باپ وطن ترک کرنے کے بعد پہلے ہی پہل آباد ہوا تھا اور جہاں ایک ٹیلے پر اس نے اپنے مکان کے گرد لکڑی کا جنگلہ یا "چیپہ" بنایا تھا جس کی وجہ سے اس خاندان اور موضع کا نام بھی چیپہ مشہور ہو گیا ؛

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ان دونو بھائیوں کشن سنگھ اور رام سنگھ کو اپنی ملازمت میں رکھ لیا اور شہزادہ کھڑک سنگھ کے زیر حکم ۵۰ سواروں کی کمیدانی دی۔ کشن سنگھ ۱۸۲۳ء کی لڑائی میں مارا گیا اور اس کے بھائی نے جس نے اسی موقع پر نام پیدا کیا تھا ضلع امرتسر میں سات مواضعات کا عطیہ حاصل کیا۔ جب کھڑک سنگھ کا منظور نظر چیت سنگھ مارا گیا تو شہزادہ نے رام سنگھ کو جس پر وہ ہمیشہ نظر عنایت رکھتا تھا اپنی مُہر سپرد کی اور اضلاع امرتسر اور شاہ پور میں جاگیریں دیں۔ کھڑک سنگھ کے بیٹے نونہال سنگھ کو کو اپنے باپ کے نوکروں سے محبت نہ تھی اور اس نے رام سنگھ کو قید کر دینے کی دھمکی دی اور وہ غالباً اس پر عمل بھی کر دکھاتا اگر اس دن جس دن اس کے باپ کی لاش جلائی گئی۔ خود بھی نہ مارا جاتا۔ شیر سنگھ کے ماتحت رام سنگھ کو کئی فوجی عہدے ملے اور راجہ دھیان سنگھ کی سفارش پر جسے یہ مہاراجہ

گوردت سنگھ چیچہ والا

بیگ سنگھ

سدا سنگھ

دیال سنگھ

1 کشن سنگھ (وفات ۱۸۲۷ء) — 2 رام سنگھ (وفات ۱۸۴۹ء)

1 دیوا سنگھ (وفات ۱۹۰۳ء) — 2 کپور سنگھ (وفات ۱۸۸۷ء) — 1 جودھ سنگھ (وفات ۱۸۹۳ء) — 2 ہیرا سنگھ (وفات ۱۹۰۹ء) — 3 سوہن سنگھ (ولادت ۱۸۲۳ء)

بڈھا سنگھ (وفات ۱۹۰۳ء) — منگل سنگھ (متوفی) — مست سنگھ (وفات ۱۸۶۷ء) — منگل سنگھ (وفات ۱۸۶۵ء)

وساوا سنگھ (وفات ۱۹۰۳ء) — 1 گوردت سنگھ (ولادت ۱۸۴۵ء) — 2 ہردت سنگھ (وفات ۱۹۰۳ء) — 3 بھاگ سنگھ (ولادت ۱۸۵۵ء) — 4 ناہر سنگھ (وفات ۱۹۰۸ء)

بوٹا سنگھ (ولادت ۱۸۷۷ء) — 1 بلونت سنگھ (ولادت ۱۸۶۸ء) — 2 ہربنس سنگھ (وفات ۱۹۰۴ء) — 1 گنگا سنگھ (وفات ۱۸۹۷ء) — 2 نتھا سنگھ (ولادت ۱۸۹۹ء)

1 جسونت سنگھ (وفات ۱۸۸۵ء) — 2 بلبیر سنگھ (ولادت ۱۹۰۵ء) — 1 صورت سنگھ (ولادت ۱۸۸۰ء) — 2 بھگوان سنگھ (وفات ۱۸۹۰ء) — 3 سوجان سنگھ (ولادت ۱۸۹۲ء) — 1 ساوہو سنگھ (ولادت ۱۸۸۵ء) — 2 گوپال سنگھ (ولادت ۱۸۸۹ء)

1 ٹھاکر سنگھ (وفات ۱۹۰۵ء) — 2 کاکا سنگھ (وفات ۱۹۰۶ء) — پرتاب سنگھ (ولادت ۱۹۰۹ء)

موضع دادو باجرا ضلع سیالکوٹ کے ایک غریب کاشتکار کا لڑکا دیال سنگھ

بچوں کے گزارے کی امداد میں ۱۲ سال کی میعاد کے لئے ۱۲۰ روپے سالانہ پنشن ملی اور بیوہ مذکور سنہ۱۸۸۱ء میں فوت ہوئی - اسی طرح سنہ۱۸۸۰ء میں سردار ہری سنگھ کے وظیفے بھی ضبط ہوگئے اور اس کے بیٹے نتھا سنگھ کے نام ۱۲۰ روپے سالانہ پنشن جاری ہوئی - سردار بدن سنگھ سنہ۱۸۸۱ء میں ۵ لڑکے چھوڑ کر فوت ہوا جن کے نام گورنمنٹ نے ان کے باپ کی ایک تہائی مواضعات چھینہ اور چاک کی جاگیر جس کی مالیت ۳۶۰ روپے سالانہ تھی جاری رکھی اس کے لڑکوں میں سے دو پرتاب سنگھ اور رام سنگھ فوت ہوگئے اور اُن کی جاگیر کے حصے ضبط ہوگئے ہیں - اس کا دوسرا بیٹا بشن سنگھ ہرنت سنگھ کی وفات پر خاندان کا بزرگ تسلیم کیا گیا - یہ دیسی فوج کے لئے رنگروٹ بھرتی کرنے میں بڑی امداد دیتا رہا ہے اور بھرتی کنندہ افسران اسکے مداح رہے ہیں - اِسے اور اِس کے بھائیوں کہار سنگھ اور رنبیر سنگھ کو شترک طور پر برابر حصوں میں اس جاگیر کا باقی ماندہ حصہ ملتا ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور جس کی مالیت ۲۱۶ روپے ہے - موضع چھینہ کرم سنگھ کی ۶۵۰ کنال اراضی پر اسکی مالکی بھی ہے اور اِسکی شادی بھرت گڑھ ضلع انبالہ کے سرداران گھنولی کے خاندان میں ہوئی ہوئی ہے - اسکے دو نو بیٹے لچھمن سنگھ اور بلونت سنگھ براہ راست افسر بھرتی ہوئے لچھمن سنگھ پنجابی پلٹن نمبر ۲۶ میں صوبیدار ہے اور بلونت سنگھ سکھ پلٹن نمبر ۴۵ میں جمعدار - سردار بشن سنگھ کا بھتیجا داتار سنگھ ریاست پٹیالہ میں ملازم ہے اور سردار گورمکھ سنگھ سی - آئی - ای پریذیڈنٹ کونسل ریجنسی پٹیالہ کی ایک رشتہ دار سے بیاہا ہوا ہے - دوسرا بھتیجا نتھا سنگھ پنجابی پلٹن نمبر ۱۹ میں جمعدار ہے شادی کی وجہ سے اس خاندان کی رشتہ داری سرداران بنگہ - کنڈولہ راجہ سانسی (امرتسر) سے بھی ہے اور اسے ابھی تک بڑا بارسوخ سمجھنا چاہئے

لگا دی۔ دو سال بعد اس خاندان کے بہت سے اراکین شیر سنگھ کے ماتحت باغیوں سے مل گئے اور اُن کے ساتھ لڑائی میں لڑے۔ بایں سبب الحاق کے موقع پر جے سنگھ۔ مہر سنگھ۔ ہری سنگھ۔ ہردت سنگھ امر سنگھ۔ عطر سنگھ اور فتح سنگھ کے حصص ضبط کر لئے گئے اور تاحین حیات ۴۰۰ روپے فی کس وظیفہ مقرر کر دیا گیا۔ ضبط شدہ حصے ۱۵۷۲۵ روپے سالانہ کی مالیت کے تھے اور صرف بدن سنگھ اور جہان سنگھ کے نام جو خیر خواہ ثابت ہوئے تھے اُن کے حصے کی جاگیر جس کی مالیت ۵۸۷۵ روپے کی تھی واگذار رہی جس میں سے ۱۷۵۰ روپے ذاتی تھی اور ۴۱۲۵ روپے خدمات کی شرط پر۔ ایام غدر میں جے سنگھ۔ ہردت سنگھ اور امر سنگھ ہاڈسن صاحب کے رسالے میں داخل ہو گئے۔ جے سنگھ کو رسالداری ملی اور ہردت سنگھ کو جمعداری۔ یہ فروری ۱۸۵۹ء تک اسی نامی رسالے میں رہے جبکہ عام تخفیف ہو جانے کی وجہ سے جے سنگھ اور امر سنگھ برطرف ہو گئے۔ جے سنگھ کو تاحین حیات کے لئے ۲۰۰ روپے کی جاگیر عطا ہوئی اور امر سنگھ کو رکھ اوتھیاں تحصیل اجنالہ میں ۵۰ گھماؤں اراضی ملی جس کا معاملہ معاف تھا۔

ہردت سنگھ بنگال کے رسالہ نمبر ۹ میں رسالدار رہا اور اس کو سردار بہادر کا خطاب ملا۔ ۱۸۷۶ء میں اپنے بھائی سردار جے سنگھ کی وفات پر یہ اس کی جگہ پر اوفشل درباری بنایا گیا اور خاندان کا بزرگ تسلیم کیا گیا۔ اس کا انتقال ۱۸۹۲ء میں ہوا۔ اس کا لڑکا مہتاب سنگھ بنگال کے رسالہ نمبر ۶ میں رسالدار میجر تھا۔ ۱۸۸۲ء کی مصر کی لڑائی میں خدمات کرنے کے صلے میں مہتاب سنگھ کو سردار بہادر کا خطاب ملا۔ سردار جے سنگھ کی پنشن اور جاگیر ۱۸۷۶ء میں اس کی وفات پر ضبط ہو گئی۔ اُسکی بیوہ کو چھوٹے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

اس خاندان کے ایک بزرگ ہیرو نامی نے جو قوم گل کا جاٹ تھا موضع چھینہ راجہ سانسی ضلع امرتسر سے پانچ میل کے فاصلہ پر قریباً ۱۶۰۰ء میں آباد کیا۔ اس کے بڑے بیٹے دادو نے اسی نام کا ایک اور موضع جنتروال کے قریب بسایا اور یہاں اس کی اولاد آج کے دن تک رہتی ہے۔ ملکھی کے وقت تک جو تارا سنگھ شہید کی مسل میں شامل ہوا اس خاندان کے لوگ سیدھے سادے کسان تھے۔ ملکھی کی اولاد میں سب سے زیادہ نامی کرم سنگھ تھا جس کو لاولد تارا سنگھ نے متبنیٰ کر لیا تھا۔ تارا سنگھ کی وفات کے بعد کرم سنگھ بھنگی مسل میں شامل ہو گیا اور چھینہ اور اس کے گرد و نواح کے مواضعات پر قبضہ رکھنے کے علاوہ اس نے مواضعاتِ فیروزکی۔ کالاکی۔ رڑکی اور باجرا ضلع سیالکوٹ پر تصرف کر لیا جب تمام بھنگی سرداران رنجیت سنگھ کے مقابلے میں ایک ایک کر کے مفقود ہو گئے تو کرم سنگھ کا بھی یہی حال ہوا اور اس کی تمام جاگیرات ہاتھ سے نکل گئیں۔ مگر زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اس نے ۷۰ سوار خدمت میں دینے کی شرط پر چھینہ ناگراں اور فیروزکی کی ۵۰۰۰ روپے کی مالیت کی جاگیریں پھر لے لیں۔ بمعہ اپنے دو بیٹوں سدھ سنگھ اور بدھ سنگھ کے اس نے بہت سی لڑائیوں یعنی ملتان کشمیر اور پشاور میں خدمات کیں اور اس کی وفات پر اس کی جاگیر اس کے بیٹوں نے بحصہ مساوی تقسیم کر لی ۔

ان تمام انقلابات میں جو رنجیت سنگھ کی وفات پر واقع ہوئے۔ یہ جاگیر سالم رہی یہاں تک کہ ۱۸۴۶ء میں راجہ لال سنگھ نے اسے گھٹا کر ۱۲۰۰۰ روپے کا کر دیا اور اس پر ۲۵ سواروں کی خدمت کی شرط

بشن سنگھ رئیس چھنیہ

ملکھی

گیانا

سردار کرم سنگھ

سردار سدھو سنگھ (متوفی) — بدھ سنگھ (وفات سنہ ۱۸۲۷ء)

سردار جے سنگھ (وفات سنہ ۱۸۷۶ء) — ہری سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۰ء) — بدن سنگھ (وفات سنہ ۱۸۷۷ء) — امر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۷ء) — سردار بہادر سردار ہردت سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۲ء) — کشن سنگھ — کھڑک سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۰ء)

نتھا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۲ء) — کہار سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۰ء) — بشن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۶ء) — پرتاب سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۴ء) — رندھیر سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۸ء) — رام سنگھ (متوفی) — بسنت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۰ء) — جسونت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۷ء)

بینت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۵ء) — ارجن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۱ء) — بلونت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۷ء); لال سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۷۹ء) — داتار سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۱ء) — اوتار سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۵ء) — دھیان سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۷ء) — گیان سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۹ء)

گنڈا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۷ء) — ہیرا سنگھ (متوفی) — راجہ سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۷ء) — سوبی سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۶ء) — تیجا سنگھ — اندر سنگھ (متوفی) — چھمن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۱ء) — بلونت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۳ء)

منگل سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۳ء) — ہردت سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۱ء) — صورت سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۰ء) — پہلوان سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۶ء) — اوتار سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۶ء) — گوردیال سنگھ (متوفی) — مہندر سنگھ

نانک سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۹ء)

گوپال سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۲ء [?]) — کرپال سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۸ء [?]) — سنت سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۷ء) — ایشر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۸ء [?]); مانک سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۶ء) — گوربخش سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۱ء)

پریتم سنگھ (ولادت سنہ [?]) — جواہر سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۶ء) — سوہن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۴ء); سردار بہادر مہتاب سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۳۹ء) — مہان سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۸ء) — مہر سنگھ — جواہر سنگھ (متوفی)

اجاگر سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۱ء [?]) — نرندر سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۶ء [?]); جگدیش سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۱ء [?]) — ہربنس (ولادت سنہ ۱۸۹۳ء) — دلیپ سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۵ء [?]); ہرنام سنگھ (متوفی)

رام سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۷۱ء) — مان سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۷۶ء) — بھگوان سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۷۹ء) — چھمن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۰ء) — اجیت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۴ء)

دلیپ سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۲ء [?]) — لال سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۶ء [?]) — ہربنت سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۱ء) — تارا سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۲ء [?]) — گورچرن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۸ء) — شبدیو سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۵ء [?]) — چرن سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۳ء [?])

میں تعلیم پائی ہے - سردار ہردت سنگھ ۱۸۹۲ء میں فوت ہوا - اس کا بیٹا پرتاب سنگھ امرتسر میں رہتا ہے اور اینٹوں کے بھٹے کا کام کرتا ہے ہردت سنگھ کا دوسرا بیٹا بھوپ سنگھ پنجابیوں کی پلٹن ۲۲ ویں میں براہ راست کمیشن افسر بھرتی ہوا مگر دو سال ملازمت کرنے کے بعد اس نے استعفےٰ دے دیا اور افواج جموں میں ایڈجوٹنٹ ہو کر سات سال تک اس عہدے پر مامور رہا *

بسر کرتا رہا۔ لاہور اور امرتسر دونوں شہروں میں اس کی سکنی جایداد تھی اور ۱۸۶۲ء میں وہ امرتسر کا آنریری مجسٹریٹ بھی مقرر ہوا۔ یہ بڑا شکاری تھا اور اپنے وقت کا بہت حصہ کپورتھلہ میں اہلوو الیہ راجہ کے پاس جو اس کا بے تکلف دوست تھا گذارا کرتا تھا۔ اس کی ایک ہی لڑکی تھی جس کی شادی سردار بخشیش سنگھ سندھانوالیہ سے ہوئی جو ۱۸۸۹ء میں لاولد فوت ہوگئی۔ سردار ست سنگھ کے لڑکوں میں سے بچا سنگھ نے جواب خاندان کا بزرگ ہے مشہور و معروف جرنیل کاہن سنگھ کی جس کی شہرت ملتان میں ہوئی لڑکی سے شادی کی۔ یہ اور اس کے لڑکے بالکل گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے ہیں مگر اس کا بھائی بشن سنگھ جو بنگال احاطہ کے سولھویں رسالہ میں رسالدار تھا اور اب پنشن پا چکا ہے بڑا بارسوخ آدمی ہے۔ خاندان کی قریباً تمام اراضی اسی بشن سنگھ کے نام ہے اور اضلاع امرتسر اور گوجرانوالہ میں اس کی اور جایداد بھی ہے۔ ضلع میں جہاں یہ اچھے رنگروٹ بھرتی کرانے میں افسران بھرتی کنندہ کو بہت امداد دیتا ہے۔ اس کی بڑی عزت ہے۔ وہ مجیٹھہ میں رہتا ہے اور اس کی ایک شادی تو رسالدار لہنا سنگھ رئیس مانوالہ کی لڑکی سے اور دوسری کرنیل جیون سنگھ رئیس پٹیالہ کی بہن سے جو رئیسان پٹیالہ اور دھولپور کا رشتہ دار ہے ہوئی ہوئی ہے ✤

سردار کاہن سنگھ جو آنریری مجسٹریٹ تھا ۱۸۸۶ء میں دو لڑکے پرتیم سنگھ اور برگات سنگھ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ پرتیم سنگھ تو سکھ پونیر ۲۳ میں براہ راست افسر بھرتی ہوا اور اب صوبہ دار ہے اور برگات سنگھ مجیٹھہ کی میونسل کمیٹی کا ممبر ہے۔ دونوں بھائیوں نے ایچیسن کالج لاہور

طرفدار تھا۔ مگر میجر لارنس صاحب بہادر کے رسوخ کی وجہ سے یہ موقوف ہونے سے بچ گیا۔ ۱۸۴۹ء میں جب پنجاب کے شمالی حصہ میں بغاوت ہوئی تو سردار مہتاب سنگھ بمع پانچسو سواروں کے میجر نکلسن صاحب بہادر کے ماتحت راولپنڈی میں تعینات تھا۔ میجر صاحب بہادر اس کی کارروائیوں کے بڑے معترف تھے۔ اس کی فوج اور اس کا بھائی مت سنگھ لڑائی کے دوران میں سرکار لاہور کے ساتھ وفادار رہے اور گجرات کی لڑائی میں انگریزوں کی طرف سے لڑے۔ پنجاب کے الحاق کے موقع پر سردار مہتاب سنگھ کی ۹۴۸۵ روپے کی مالیت کی سب ذاتی جاگیریں دو پشتوں کے واسطے واگذار ہوئیں۔ اور ۱۸۶۲ء میں اس جاگیر میں سے نصف سردار کے وارثان صلبی کے نام نسلاً بعد نسل ہوگئی ۔

۱۸۵۷ء میں سردار مہتاب سنگھ نے ہندوستان میں خدمات کرنے کے لئے کچھ سوار بھرتی کئے جو وہاں اس کے بھتیجے بچتر سنگھ کے ماتحت بھیج دئے گئے۔ اس جمعیت نے اودھ میں قابل تعریف خدمات کیں اور اس کی باغیوں سے کئی دفعہ مڈبھیڑ ہوئی۔ ۱۸۵۸ء میں کانپور کے مقام پر بچتر سنگھ کا ہیضہ سے انتقال ہوگیا اور اس کی جگہ اسکا بھائی بیجا سنگھ جمعدار مقرر کیا گیا ۔

مت سنگھ جو ۱۸۴۴ء میں فوج سکھ میں کرنیل تھا ۱۸۵۷ء میں فوت ہوا۔ کاہن سنگھ اپنے باپ (سردار امر سنگھ) کی جگہ ۱۸۴۳ء میں کنٹنجنٹ کا افسر مقرر ہوا اور بہر دت سنگھ (امر سنگھ کا چھوٹا بیٹا) مہاراجہ دلیپ سنگھ کی نوخیز فوج کا جرنیل تھا ۔

سردار مہتاب سنگھ اپنی وفات یعنے ۱۸۶۵ء تک مجیٹھہ میں زندگی

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

اسے بہت کچھ لوٹنے کا موقع ملے گا اس رقم میں ایک پیسہ بھی دینے سے انکار کر دیا جس پر امیر سنگھ ایسا ناخوش ہوا کہ اس نے نوکری سے استعفٰے دیدیا دوئم یہ کہ سکھوں کے بڑے گورو بابا بیر سنگھ کے معاملہ میں ہیرا سنگھ نے خود مہتاب سنگھ سے چال کھیلی یعنی ملائم الفاظ سے انعامات سے اور دعدے وعید سے مہتاب سنگھ کو ورغلا کر سردار عطر سنگھ سندھانوالیہ پر فوج کشی کرادی جس میں ایسا فریب ہوا کہ اسے فوج کشی کرنے کے بعد مجبوراً لڑائی کرنی پڑگئی اختتام جنگ پر یہ معلوم ہوا کہ یہ فوج کشی فریب سے مقدس بابا بیر سنگھ پر کرائی گئی تھی جو زمین پر دم توڑتا ہوا ملا اور مہتاب سنگھ یہ یقین کرنے پر مجبور ہو گیا کہ میں ہی اس موت کا باعث ہوا ہوں لیکن اس کا دل صاف بھی تھا تو بھی وہ سکھ فوج اور سکھوں کی لعنت ملامت سے نہ بچا اور اس کا بریگیڈ مع جرنل کورٹ کے بریگیڈ کے جس کا افسر گلاب سنگھ کلکتیہ تھا اور ڈیرہ چار یاری جس کا افسر جواہر مل دت تھا مدت تک "گورو مار" کے لقب سے مشہور رہے ٭

مہتاب سنگھ ستلج کی لڑائی میں برابر خدمت کرتا رہا۔ اسے بھی دوسرے سکھ سرداروں کی طرح گمان تھا کہ فتح سکھوں کی ہوگی اور اس نے دفتر خزانہ کے منشیوں سے دہلی کی لوٹ میں سے نقرئی نیں (دھگنہا) لا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ستلج کی لڑائی کے بعد راجہ لال سنگھ نے اسے سردار بنادیا اور یہ اور اس کا بھائی گوردت سنگھ جو ترقی پاکر جرنیل کے عہدے پر پہنچ گیا تھا دونوں پشاور میں تعینات ہوئے مگر مئی ۱۸۴۷ء میں مہتاب سنگھ کو پنڈ دادنخاں میں تبدیل کر دیا گیا۔ اسوقت دربار میں اسکا کوئی طرفدار نہ تھا اور صرف سردار شیر سنگھ اٹاری والا تھوڑا بہت اس کا

کے خلاف راجہ ہیرا سنگھ کی امداد کی اور امن و امان ہو جانے کے بعد ہیرا سنگھ نے اس کی طرفداری کرنے کا شکریہ ادا کیا اور اسے بیش قیمت تحایف دئے مگر اس شکریہ اور ان تحایف کی وجہ سے جناب سنگھ وزیر مذکور کے اس وقت جب کہ وہ سب کی نظروں میں خار ہو گیا تھا خلاف ہونے سے باز نہ رہا۔ اور اس سازش میں شریک تھا جو راجہ ہیرا سنگھ اور پنڈت جلا کی جان لینے کے لئے کی گئی تھی اور اس کی فوج اُن فوجوں میں تھی جنھوں نے راجہ اور پنڈت کا تعاقب کیا اور انہیں جان سے مار دیا۔ اس سازش میں اس کے ساتھ جرنیل میوا سنگھ مجیٹھیہ بھی تھا جس کا اصلی نام سلطان سنگھ تھا اور جو جناب سنگھ کا دور کا رشتہ دار اور وزیر کا سخت دشمن تھا +

جناب سنگھ کا یہ فعل کہ اس نے ایک ایسے شخص کی تباہی کی منصوبہ بندی کی جس سے وہ اظہار عقیدت کیا کرتا تھا درست معلوم نہیں ہوتا مگر اس منصوبہ بندی سے جو اس کی جو نیت تھی صاف ظاہر ہے۔ فوج اور تمام سکھ قوم کی طرح یہ بھی مغرور اور عیش پرست راجہ ہیرا سنگھ کی حکومت سے جس میں ڈوگروں کے تمام بد خصائل تو موجود تھے اور ان جیسی قابلیت طاقت اور حوصلہ نام کو بھی نہ تھے تنگ آگیا تھا۔ پنڈت جلا کے اقتدار سے لوگوں کو اور بھی زیادہ نفرت تھی اور چونکہ راجہ پنڈت کو لوگوں کے حوالے نہ کرتا تھا اس لئے ضروری تھا کہ یہ دونو (راجہ اور پنڈت) اکٹھے مارے جاتے علاوہ ازیں اس نفرت پیدا ہو جانے کے شخصی وجوہات بھی تھے۔ اول یہ کہ جناب سنگھ کے والد سردار امر سنگھ نے کچھی کی لڑائی میں چار یا پانچ ہزار روپیہ ان سپاہیوں کو جنھوں نے بہادری دکھائی تھی اس خیال پر انعام دیا کہ سرکار سے مل جائیگا مگر پنڈت جلا نے جو یہ جانتا تھا کہ اگر خزانہ بھرا ہے گا تو

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

GSL

۳۰- اپریل ۱۸۳۷ء کو جمرود کی لڑائی میں سردار امر سنگھ سکھ فوج کے وسط کا افسر مقرر ہوا جس میں مہاراجہ کے اردلی ترپ معروف بہ جمعدار والا ڈیرہ اور ... آدمیوں کا غیر آئین رسالہ تھے اُسنے ایک موقع پر بڑی نمایاں شجاعت کی مگر افغانوں کی فوج بے تعداد تھی اس لئے سکھ فوج کو شکست ہوگئی اور اُن کا جرنیل مارا گیا۔ سردار امر سنگھ کی آخری مہم ۱۸۴۳ء میں کاچھی میں ہوئی۔ یہاں فساد برپا ہوگیا تھا جس کو اس نے فوراً فرو کر دیا۔ وہ ستلج کی لڑائی میں نہیں لڑا۔ اور اس کے ختم ہو جانے پر چونکہ بڑا مشہور نشانچی تھا نوجوان مہاراجہ دلیپ سنگھ کو شکار سکھانے کے لئے منتخب کیا گیا۔ دوسرے سال یہ پنجاب چھوڑ کر جاترا کے لئے ہردوار چلا گیا جہاں فوراً بعد مر گیا ؛

مہتاب سنگھ ۱۸۱۱ء میں پیدا ہوا اور ابھی بچہ ہی تھا کہ اسے غیر آئین رسالے میں صوبیدار بھرتی کیا گیا۔ ۱۸۳۱ء میں مہاراجہ کے روپڑ جانے سے ذرا پہلے اسے کرنیل بنا دیا گیا اور دو رجمنٹوں کا افسر بنا کر امرتسر میں تعینات کیا گیا۔ ۱۸۳۷ء میں یہ اپنے باپ کے ہمراہ پشاور گیا اور وہاں کی لڑائی میں اس نے نمایاں خدمات کیں۔ اسی سال اس کا دوسرا بھائی گوردت سنگھ مہاراجہ کی ملازمت میں داخل ہوا۔ ۱۸۳۹ء میں مہتاب سنگھ نے سردار تیج سنگھ کے ماتحت آفریدیوں کی لڑائی میں خدمات کیں۔ مہاراجہ شیر سنگھ نے ۱۸۴۲ء میں اسے جرنیل بنا دیا اور وہ ۴ پلٹنوں ۲۶ توپوں اور ایک اکال رجمنٹ کی افسری پر پشاور میں تعینات ہوا۔ اس نے انگریزی فوج کے ساتھ جو ۱۸۴۲ء کے شروع میں کابل کی دوسری مہم پر جانے کے لئے پشاور پہنچی نہایت دشمنی سے سلوک کیا۔ مہاراجہ شیر سنگھ اور راجہ دھیان سنگھ کے قتل ہو جانے کے بعد جرنیل مذکور نے جو لاہور واپس آگیا سندھانوالیوں

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

جب رنجیت سنگھ نے ۱۷۹۹ء میں لاہور لیا تو مانا سنگھ بڈھا ہو گیا تھا مگر ابھی تک بھی وہ چست و چالاک تھا اور ۱۸۰۰ء کی لڑائی میں لڑا۔ اسی سال چنیوٹ کے قلعے کے آگے جسے رنجیت سنگھ جبا سنگھ بھنگی سے چھین لینے کی کوشش کر رہا تھا مارا گیا۔ اس کا بڑا بیٹا دسوندھا سنگھ اپنے باپ کی عین حیات میں ہی فوت ہو گیا تھا اس لئے تمام جاگیر ضبط ہو گئی +

جوں ہی امر سنگھ (مانا سنگھ کا تیسرا بیٹا) اتنی عمر کا ہوا کہ ہتھیار اٹھا سکے مہاراجہ نے اسے ۵۰۰ روپے کی مالیت کے مواضعات تلاں والا اور شیخوپور دیکر ڈیرہ خاص میں رکھ لیا جو سکھ امرا کے بیٹوں سے بھرتی کی ہوئی غیر آئین رسالے کی ایک رجمنٹ تھی۔ ۱۸۱۸ء میں ملتان کے محاصر کے وقت نوجوان امر سنگھ نے بہادری دکھائی اور ان خدمات کے عوض ماجرا کا علاقہ حاصل کیا۔ دوسرے سال کشمیر کی لڑائی کے بعد اس نے جاڈا جو اس کے باپ مانا سنگھ کو ملا ہوا تھا حاصل کیا۔ اسے رکھتری ضلع شاہ پور کے باغیوں کو جنہوں نے مالیہ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا مغلوب کرنے کے لئے بھیجا گیا اور اس کی یہ مہم پوری کامیابی کے ساتھ طے ہوئی۔ ۱۸۲۳ء میں یہ شہزادہ نونہال سنگھ اور سردار ہری سنگھ نلوہ کی ماتحت فوج کے ہمراہ پشاور گیا جب کہ وہ صوبہ باقاعدہ طور پر سکھ سلطنت سے ملحق کر لیا گیا۔ اس لڑائی میں باہر کی چوکیوں کی خدمات امر سنگھ کے سپرد تھیں جس کی وجہ سے اس نے افغانوں کے ساتھ بہت سی سخت لڑائیاں کیں۔ شب قدر کے مقام پر جب افغانوں نے ایک بھاری شب خون مارا تو امر سنگھ گولی سے زخمی ہو گیا مگر گو اس پر اچانک حملہ ہوا تھا پھر بھی اس نے اپنے آدمیوں کو جمع کر کے دشمن کو بھگا دیا +

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

ٹھاکر سنگھ — Thakur Singh.

رسالدار سردار بشن سنگھ رئیس مجیٹھہ — Risaldar Sardar Bishan Singh of Majitha.

بلبیر سنگھ — Balbir Singh.

بیچا سنگھ مجیٹھیہ

مانا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۰۲ء)

۱ دسوندھا سنگھ (وفات سنہ ۱۸ ء) — ۲ جے سنگھ — ۳ سردار امر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۸ء)

۱ سردار مہتاب سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۵ء) — ۲ سردار گورمکھ سنگھ (وفات سنہ ۱۸۵۳ء) — ۳ ہمت سنگھ (وفات سنہ ۱۸۵۴ء) — ۴ کاہن سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۸ء) — ۵ ہردت سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۲ء)

۱ چتر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۵۸ء) — ۲ بیچا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۴۴ء) — ۳ بشن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۶ء) — ۱ پریتم سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۹ء) — ۲ پرگات سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۶ء) — ۱ پرتاب سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۷ء) — ۲ بھوپ سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۸ء)

۱ سنت سنگھ (وفات سنہ ۱۸۷۰ء) — ۲ صاحب سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۲ء) — ۳ پراگ سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۷۶ء) — ۴ ہرنام سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۷۷ء) — ۱ ٹھاکر سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۴ء) — ۲ بلبیر سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۶ء)

دو پسران (وفات سنہ ۱۸۸۹ء) — ۱ ارجن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۹ء) — ۲ ہربنس سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۶ء) — ہربچن سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۶ء) — ۱ ارجن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۸ء) — ۲ نرائن سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۷ء)

۱ اندر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۹ء) — ۲ کرپال سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۶ء) — ۳ سندر سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۴ء) — کرپا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۹ء)

مانا سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دادا سردار چڑت سنگھ سوکرچکیہ کا مقلد تھا۔ یہ اپنے آقا کے ساتھ چٹھوں کی لڑائی میں لڑا اور خدمات کی شرط پر چار ہزار روپے کی جاگیر حاصل کی۔ سردار مہان سنگھ کے ماتحت بھی اس نے خدمات انجام دیں اور ضلع جہلم میں جاڈا کی جاگیر حاصل کی۔

GSL

موت سے جو دل کی بیماری سے قبل از وقت واقع ہوئی سکھوں کو بڑا نقصان پہنچا ہے +

نہال سنگھ نے ۱۹۰۵ء میں اپنی تعلیم کی تکمیل کے لئے انگلستان گیا۔ اس کی جایداد کی آمدنی اب قریباً ۲۵۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے +

سردار تیجا سنگھ کا بیٹا نراین سنگھ ۱۹۰۶ء میں فوت ہوا اور اس کا بیٹا امر سنگھ اس کا جانشین ہوا جس کی تعلقداری اودھ میں قریباً ۲۵۰۰۰ روپے سالانہ کی ہے +

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
GSL

کے ساتھی لارڈ نپئیر آف مگڈالہ بالقابہ نے اس وقت بڑے زور سے اُٹھایا جبکہ لارڈ موصوف ہندوستان کے کمانڈر ان چیف تھے - سر سری ڈیوس صاحب بہادر بالقابہ کو سردار کے معاملے میں بڑی دلچسپی تھی اور انہوں نے ۱۸۷۲ء میں اس حکم کو منسوخ کیا جس کے رو سے اُسے پنجاب میں رہنے کی ممانعت تھی۔ اس وقت سے سردار مذکور خاندان اٹاری کی چھوٹی شاخ کا سرکردہ خیال کیا جاتا تھا - وہ ۱۸۷۸ء میں امرتسر آرہا ۱۸۸۲ء میں اسے مجسٹریٹ بنا کر اس کا نام گزٹ میں شایع کیا گیا۔ اور اسی سال ہز اکسلنسی مارکوئیس آف رپن بالقابہ کے لاہور میں تشریف آوری پر بحیثیت ایڈیکانگ وایسراے کے سٹاف میں شامل کیا گیا۔ دو سال بعد یہ ۱۲۰۰۰ روپے سالانہ تنخواہ پر مہاراجہ جموں اور کشمیر کا وزیر مقرر ہوا۔ یہ پراونشل درباری تھا اور ۱۸۸۷ء میں صرف ایک ہی لڑکا نہال سنگھ نامی چھوڑ کر فوت ہوا جو اس وقت چار سال کی عمر کا تھا۔ کپتان موصوف کی وفات پر اس کے قبضے میں رائے بریلی اور اٹاری کی ۷ لاکھ روپے کی مالیت کی جایداد تھی جس کی آمدنی قریباً ۷۰۰۰ روپے سالانہ تھی - یہ جایداد کورٹ آف وارڈز کے ماتحت لالہ گورمکھ رائے ساکن امرتسر کے انتظام میں رکھی گئی - نابالغ نہال سنگھ ۲۴۰۰ روپے سالانہ وظیفہ سرکار انگریزی سے پاتا تھا اور اسی قدر مہاراجہ جموں سے - متوفی گلاب سنگھ مہذب آدمی تھا اور اُس نے اپنی فیاضی - فراخ حوصلگی اور مہربانیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو ہر دلعزیز بنا لیا تھا۔ پنجاب کی اعلیٰ قوموں کے بڑے بڑے آدمی اور ہر ایک انگریز افسر جو اسے جانتے تھے اس کے مداح اور اس کی عزت کرتے تھے - یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس کی اچانک

CSL

روپے سالانہ کی زمینداری حاصل کی۔ ان دونو بھائیوں میں سے ہر ایک کو تاحین حیات پنشن بھی ملتی تھی۔ راجہ شیر سنگھ کی وفات پر یہ پنشن بڑھا کر ۲۰۰ ۷ روپے کر دی گئی شیر سنگھ ۱۸۵۵ء میں بنارس کے مقام پر فوت ہوا۔ ہندوؤں کے عقیدے کے بموجب راجہ شیر سنگھ کی زندگی بھر کے عیوب اس کا انجام بخیر ہونے کی وجہ سے معاف ہو گئے۔ جب اس نے اپنے آپ کو قریب المرگ سمجھا تو برہمنوں کو اپنے پاس بلایا اور دریافت کیا کہ تناسخ کے عذاب سے (جس کا ہندوؤں کو ہمیشہ خوف رہتا ہے) وہ کس طرح بچ سکے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ سات روز تک فاقہ کرکے گنگا کے کنارے پر پڑا رہنا چاہئے اور بھاگوت گیتا جو اٹھارہ پرانوں میں سب سے زیادہ متبرک ہے سنتے رہنا چاہئے۔ چنانچہ ہر روز صبح کے وقت جان بلب راجہ کو دریا کے کنارے لے جاتے تھے اور وہ دن بھر میں پرانوں کے الفاظ جہاں تک کہ اُس کے ہوش و حواس کام کرتے تھے سنتا رہتا تھا۔ ساتویں دن کی شام کو اس نے برہمنوں کو ۲۰۰۰ روپے دان کئے اور فوت ہو گیا۔ اس طرح پر بعید از وطن بنارس کے متبرک شہر میں مقدس دریا کے کنارے راجہ شیر سنگھ نے قبل از وقت وفات پائی +

اس کا باپ سردار چتر سنگھ اسی سال کے شروع میں بمقام کلکتہ فوت ہو گیا تھا۔ سردار چتر سنگھ کے چار بیٹوں میں سے عطر سنگھ نے رائے بریلی واقع ممالک مغربی و شمالی میں رہنا پسند کیا اور آہستہ آہستہ پنجاب سے بالکل قطع تعلق کر لیا۔ یہ ۱۸۹۷ء میں فوت ہوا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا پریم سنگھ جانشین ہوا جس کی تعلقداری کی آمدنی تقریباً ۲۸۰۰۰ ہزار روپے ہے +

کپتان گلاب سنگھ کا معاملہ اس کے پرانے دوست اور لڑائی

۲۰۰۰۰ روپے بطور وظیفہ ملتا تھا یعنی چتر سنگھ شیر سنگھ اور عطر سنگھ کو ۲۴۰۰ روپے فی کس - گلاب سنگھ چونکہ لاہور میں نظر بند تھا اس لئے باغیوں کے ساتھ شامل نہیں ہوا - گلاب سنگھ اور اس کے بھائی شیر سنگھ کو خورد سال مہاراجہ کی سرپرستی اور قلعے کے خانگی امور کا اہتمام سپرد تھا اور گلاب سنگھ ظاہرا اپنے باپ سے شامل ہونے کے لئے لاہور سے چلے جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ ۷ ستمبر کو پکڑا گیا اور لڑائی کے ختم ہونے تک زیر نگرانی رہا - مگر اس کے خلاف کچھ ثابت نہیں ہوا اس کی پنشن بھی ۳۰۰۰ روپے ہو گئی اور یہ اس رقم کے برابر تھی جو اسے لڑائی کے پہلے ملا کرتی تھی ۔

بی بی تیج کور کی مہاراجہ دلیپ سنگھ سے شادی نہیں ہوئی - لڑائی کے بعد یہ نسبت ٹوٹ گئی اور آخر کار بی بی مذکور کی شادی سردار الشر سنگھ گل ماڑی والا کے بیٹے جھنجا سنگھ سے ہو گئی جس سے اس کو دو لڑکے ہوئے - بی بی تیج کور کا انتقال ۱۸۶۳ء میں ہوا - چتر سنگھ شیر سنگھ اور عطر سنگھ کو جن کا رویہ الحاق کے زمانے سے لیکر ناقابل اعتراض رہا تھا جنوری ۱۸۵۴ء میں قید سے رہا کر دیا گیا اور اجازت دی گئی کہ یہ خاص حدود کے اندر اپنی بود و باش کے لئے جگہ پسند کر لیں - ان کے وظیفے بھی بڑھا دئے گئے یعنی چتر سنگھ کا بڑھا کر ۸۰۰۰ روپے کر دیا تھا اور شیر سنگھ کا ۶۰۰۰ روپے - برہما ایران اور سنتھال کی لڑائی میں راجہ شیر سنگھ نے سرکار کی خدمات کرنے کی درخواست کی اور چین کی لڑائی میں جانے کے لئے بھی اپنے آپ کو آمادہ ظاہر کیا - جب غدر ہوا تو سردار گلاب سنگھ نے کمان حاصل کی اور لڑائی کے دوران میں نمایاں بہادری سے خدمات کیں - اس نے کپتان کا خطاب پایا - اور اس کے بھائیوں یعنی تیجا سنگھ اور عطر سنگھ نے اودھ میں ۲۸۸۰۰

دوسروں کے بیان لئے جاتے تو وہ بہت سے ایسے نکتے بیان کرتے جن کے سننے سے اب بہت سے شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ چتر سنگھ کی بغاوت میں گلاب سنگھ کا کچھ بھی دخل ہو مگر سکھوں کی دوسری لڑائی کا سبب صرف یہی نہیں تھا۔ پرانی خالصہ فوج اور تمام قوم سکھ جو بحیثیت مجموعی اور بحیثیت مذہب فوجی قوم تھی سرکار انگریزی کے ماتحت زور آزمائی کئے یا شکست کھائے بغیر کبھی امن دامان سے نہ رہتی اور اسی شکست کی وجہ سے (جیسا کہ گجرات پر شکست کے بعد ہوا) ان کو اپنے سے طاقتور کی اطاعت قبول کرنے کے بغیر اور کچھ بن نہ پڑا۔ اور تو اور سردار چتر سنگھ کی فوج بھی ایسی ناراض تھی کہ اگر اس کو گلاب سنگھ مدد نہ بھی دیتا اور برانگیختہ بھی نہ کرتا تب بھی ہر ایک طرح ممکن تھا کہ وہ جلدی یا دیر میں باغی ہو جاتی۔ بہرکیف مہاراجہ گلاب سنگھ انگریزوں کے برخلاف نہ تھا۔ اگر اس کی خواہش ہوتی اور وہ سکھوں کی حکومت کے تباہ کر دینے کی سازش کرتا تو بھی اس پر الزام لگانا ناممکن ہے کیونکہ سکھ بھی اس سے ایسی ہی نفرت کرتے تھے جیسی کہ وہ ان سے کرتا تھا اور گلاب سنگھ کی تباہی بھی سکھوں کی نظر میں بری نہ ہوتی +

سردار چتر سنگھ۔ راجہ شیر سنگھ اور سردار عطر سنگھ جو باغیوں کے ساتھ مل گئے تھے اٹاری میں نظر بند رکھے گئے مگر یہ معلوم کر کے کہ وہ مفسدانہ خط و کتابت کر رہے ہیں ان کو جنوری ۱۸۵۰ء میں قیدی بنا کر پہلے الہ آباد اور پھر کلکتہ بھیج دیا گیا۔ ان کی تمام جاگیریں ضبط کر لی گئیں۔ لڑائی سے پہلے چتر سنگھ کے قبضے میں ۱۲۲۰۰۰ روپے کی مالیت کی جاگیریں تھیں جن میں سے ۵۷۰۰۰ روپے کی ذاتی اور ۶۵۰۰۰ روپے کی خدمات کی شرط پر تھیں۔ راجہ شیر سنگھ اور اس کے بھائی کے پاس ۴۲۲۲۰ روپے کی ذاتی جاگیریں تھیں۔ ان کو

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

اس نے دیکھا کہ لڑائی کے پہلے معرکے میں کچھ فیصلہ نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے اطمینان کے مطابق کوئی کام ہوا ہے تو یہ نتیجہ پر نظر کرکے کانپ گیا اور سکھوں سے رشتہ اتحاد توڑ دینے کی جرات نہ کی۔ اگر گلاب سنگھ کھلم کھلا اور بہادری سے انگریزوں کے ساتھ مل جاتا تو لڑائی کا جلدی فیصلہ ہو جاتا مگر یہ ناممکن تھا کہ وہ ایسا کرتا۔ ایک تجویز کے فیصلہ کرنے میں احتیاط اور تامل کرنا اس کے اسی تجویز پر بہادری سے عمل درآمد کرنے کے برابر تھا۔ وہ جو بات کہ کرنے لگتا تھا اُس میں اس کی باریک بین دانشمندی کو اتنے خطرات نظر آتے تھے کہ جب تک واقعات ہی اُسے مجبور نہ کر دیں وہ کبھی اس بات کو نہ کرتا تھا۔ گو خود بہادر تھا اور لڑائی کا مشتاق تھا مگر اس نے شہرت اپنے زور بازو سے نہیں بلکہ فریب سے پائی تھی۔ وہ اپنی ساری عمر میں کبھی کسی نقصان اُٹھانے والی جماعت کے ساتھ شریک نہیں ہوا اور فایدہ اُٹھانے والی جماعت کے ساتھ بھی اس وقت تک شامل نہیں ہوا جب کہ اس کی کامیابی بلاشبہ اور یقینی نہ ہو۔ بہرکیف گلاب سنگھ کے قیاس کا تیر نشانے پر بیٹھا سکھ مغلوب ہوئے۔ افغان بدنامی کے ساتھ پنجاب سے نکال دیے گئے اور اُن کی بربادی کا تیر فہم موجد اس قوم کی حفاظت میں جس کو اس نے ایک ہی قابل اعتماد قوم پایا تھا امن و امان سے سلطنت کرتا رہا۔

مہاراجہ گلاب سنگھ کے خلاف گواہی گو اُن کو جنھوں نے اُس زمانے کی تواریخ کا مطالعہ کیا ہے کیسی ہی یقین دلانے والی ہو مگر پھر بھی یہ ماننا پڑتا ہے کہ یہ گواہی مکمل اور فیصلہ کن نہیں ہے۔ اس کے حق کی کوئی گواہی کبھی سنی نہیں گئی اور اگر اس کے معتمدوں میں سے دیوان جوالا سہائے یا

CSL

میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کو بہت سی مشکلیں پیش آئی تھیں اور اس کے بہت سے بہادر سرداروں کے خون بہہ گئے تھے۔ اس کو صرف سکھوں ہی کا خوف نہ تھا۔ دوست محمد خاں کو یاد تھا کہ کشمیر ایک زمانے میں کابل کی ملکیت تھی اور وہ پہلے ہی موقع ملنے پر اس پر حملہ کرنے کو تیار تھا یہی وجہ تھی کہ خان مذکور سکھوں سے جن سے اسے نفرت تھی دوستی اور ہزارہ کی مسلمان وحشی قوموں کے ساتھ سازش کر لی تھی۔ گلاب سنگھ خوب واقف تھا کہ انگریزوں کی مدد کے بغیر سکھ اور افغان اسے لازمی طور پر تباہ کر دینگے۔

چونکہ اس کی پالیسی انگریزوں کی طرفداری کرنے کی تھی اس لئے اس کے باغیوں سے الگ رہنے کا سبب ظاہر ہے۔ چونکہ یہ خود بغاوت کا بانی مبانی تھا اس لئے ظاہر طور پر اس کی مخالفت نہ کر سکتا تھا اور اگر ایسا کرتا تو ضرور تھا کہ باغیوں کو اس سے نفرت ہو جاتی۔ سکھ اور افغان ضرور اسکے مخالف مل کر کشمیر کو تہ و بالا کر دیتے اور ادھر انگریزی فوجیں مشکل سے اس قابل تھیں کہ میدانی ملک میں اپنے آپ کو بچا سکتیں۔ وہ اس بات کے انتظار میں تھا کہ انگریزی فوج کو کوئی حقیقی فتح نصیب ہوئے تو اپنا دل و جان سے اُن کی طرف ہونا ظاہر کرے مگر چلیانوالہ کی لڑائی کے بعد اس کو یہ شبہ ہونا شروع ہو گیا تھا کہ انگریز ملک پر تصرف رکھنے کے قابل بھی ہیں یا نہیں۔ پر سکھوں نے ۱۸۴۵ء میں انگریزوں سے جو شکست فاش کھائی اس سے اس کو یقین ہو گیا کہ اگر سکھوں کی زیادہ فوج بھی ہو اور اُن کو لڑائی کا مقام بھی اچھا مل جائے جیسا کہ لاہور اور امرتسر ملا ہوا ہے تو بھی انگریز ان پر آسانی سے فتح پالیں گے۔ اگر انگریز عارضی طور پر بھی لڑتے ہوئے پیچھے ہٹ جائیں تو اس کی جان پر بن جائے گی اور اسی لئے جب کہ

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
CSL

یہ امید نہیں ہوسکتی کہ وہ جو کچھ زیادہ بیان ہوسکے یا کسی علامت کے ذریعے ظاہر کیا جاسکے یا ایک انگلی کے دبانے سے معلوم ہوسکے تحریر کردیگا کم سے کم یہ تو یقینی ہے کہ باغیوں کے خاندانوں نے گلاب سنگھ کے علاقہ جات میں پناہ لی اور یہ کہ باغی فوجیں اس کے علاقے میں سے بغیر کسی ضرر رسانی کے گزر گئیں اور وہاں سے اپنے لئے سامان رسد لیتی رہیں اور یہ کہ گو مہاراجہ کا کاروبار بہت تھا مگر اس نے سرکار لاہور کو جو امداد دی وہ بہت تھوڑی تھی ٭

مگر ان تمام باتوں کو مدنظر رکھ کے یہ یقین کرنا ناممکن ہے کہ مہاراجہ گلاب سنگھ کی خواہش تھی کہ انگریزوں کو شکست ہوجائے۔ اگر گلاب سنگھ کی جگہ کسی اور آدمی کو علاقہ دیا جاتا تو امید تھی کہ وہ شکریہ کرنے کا احساس کرتا مگر اس بات کو بھی نظر انداز کرکے گلاب سنگھ خوب واقف تھا کہ میرا بہ حیثیت حکمران راجہ کے رہنا صرف فوج انگریزی کے پنجاب میں رہنے پر منحصر ہے۔ اس نے چتر سنگھ کو باغی ہونے کی ترغیب دی اس لئے کہ وہ باپ بیٹے دونوں کی تباہی کا خواہشمند تھا کیونکہ اسے لاہور کی سلطنت کے غارت ہوجانے اور پنجاب میں سرکار انگریزی کے اقتدار ہوجانے کی امید تھی۔ اور محسوس کرتا تھا کہ اگر ملک میں امن و امان قایم رہا تو انگریز جیسا کہ طے پاچکا ہے یہاں سے چلے جائینگے اور راجہ شیر سنگھ کو اختیارات حاصل ہوجائینگے اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر ایسا ہوگیا تو سکھوں کے ہتھیار سب سے پہلے اسی پر اُٹھینگے۔ یہ کشمیر کا بادشاہ بن کر ایسا متحیر تھا کہ اس کی جگہ کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہوتا وہ جانتا تھا کہ صوبہ کشمیر کے نکل جانے سے تمام سکھ قوم کو شرم ہے اور وہ غصے سے بھری ہوئی ہے کیونکہ صوبہ مذکور کے حاصل کرنے

چتر سنگھ اور گلاب سنگھ میں بڑی گاڑھی دوستی تھی۔ جب چتر سنگھ کا بھائی فوت ہوا تو یہ گلاب سنگھ کے رسوخ کی وجہ تھی کہ متوفی کی آدھی جاگیریں سردار چتر سنگھ کو مل گئیں اور متوفی کا بیٹا دانت پیتا رہ گیا۔ راجہ ہیرا سنگھ کے زمانے میں جو تکلیفیں ہوئیں ان میں چتر سنگھ نے بہادری سے اپنے دوست کا ساتھ نہ چھوڑا اور صرف اسی کی خاطر وہ شہزادہ پشاورا سنگھ کے قتل کرنے میں شریک ہوا۔ چتر سنگھ نے گلاب سنگھ سے کبھی صلاح کئے بغیر بغاوت کا ارادہ نہ کیا ہوگا اور اگر وہ ایسا کرتا بھی تو گلاب سنگھ بغیر کسی تکلیف کے اُسے اس سے باز رکھ سکتا تھا۔

اگرچہ گلاب سنگھ کی اس بغاوت میں شریک ہونے کے ثبوت ایک قانونی عدالت کو اطمینان نہیں دلا سکتے تاہم کافی وجوہات ہیں کہ جن سے تاریخ اس کے خلاف فیصلہ کر سکتی ہے۔ اول یہ کہ عام لوگوں کو جن میں مرحوم دوست محمد خاں بھی شامل ہے یہ یقین ہے کہ گلاب سنگھ اس مفسدے کا بانی مبانی تھا اور یہ کہ اس کی مرضی کے خلاف چتر سنگھ ہاتھ نہ اُٹھا سکتا تھا۔ ہیرا نند کا جسے چتر سنگھ نے اپنا ایجنٹ بنا کر مہاراجہ کے پاس بھیجا تھا بیان جو اکتوبر ۱۸۴۹ء میں قلمبند کیا گیا گو بہت سے مقامات پر مبالغہ آمیز اور متناقض ہے تاہم عام طور پر سچا ہے۔ اگر اس کا بیان سچا سمجھا جائے تو مہاراجہ کے باغیوں کے ساتھ تعلق ہونے میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ ہیرا نند کے پاس مہاراجہ پر ناحق الزام لگانے کی کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی اور اُس کے بیان کے بہت سے ضروری واقعات کی دوسرے گواہوں سے تصدیق ہوتی ہے جن کے بیان بعد ازاں لئے گئے۔ کوئی تحریری بیان جو کسی صورت میں ضروری ہو پایا نہیں گیا مگر مفسدہ پرداز بدمعاشوں سے